119

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1. **THE PUNJAB DESTITUTE AND NEGLECTED CHILDREN (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 11 of 2009)**

Ch Zahir-ud-Din Khan: **Mr Muhammad Yar Hiraj:** **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:** **Ch Moonis Elahi:** **Mr Tahir Iqbal Chaudhry:** **Mr Muhammad Shafiq Khan:** **Mr Sher Ali Khan:** **Mr Khurram Nawab:** **Mr Khalid Javed Asghar Ghural:** **Mian Shafi Muhammad:** **Dr Samia Amjad:** **Mrs Amna Ulfat:** **Syeda Majida Zaidi:** **Mrs Ayesha Javed:**	to move that leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

12 **Mrs Samina Khawar Hayat:**
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:
Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:

to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

02. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 16 of 2009)

Ms Farah Deeba: to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

Ms Farah Deeba: to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. جناب اعجاز احمد خاں: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ

کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

2. چودھری ظہیر الدین خان:
جناب محمد یار ہراج:
جناب محمد محسن خان لغاری:
چودھری مونس الٰہی:
محترمہ ثمینہ خاور حیات:

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ Slow Learner بچوں کی جلد از جلد بحالی کی غرض سے ہر شہر میں ایک ایسے لرنز کلب (Learner Club) قائم کرنے کا اہتمام کرے جہاں مذکورہ بچوں کے مصروف رہنے کے لئے تعمیری مشاغل اور Play Grounds کا بھی انتظام ہو نیز وہاں ایک ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہو جو مذکورہ بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے ان کی مناسب رہنمائی کرے۔

121

3. رانا بابر حسین:

یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب
مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔روڈ نمبر15-ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔

4. میاں عطاء محمد خان مانیکا:

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پنجاب سیکرٹریٹ اور صوبائی دفاتر میں غیر سرکاری گاڑیوں کے داخلے پر پابندی کی وجہ سے معذور افراد اور مریضوں کی پریشانی کے تدارک کے لئے سرکاری دفاتر کے استقبالیہ پر وہیل چیئرز کا بندوبست کیا جائے اور عمارتوں میں ریمپ تعمیر کئے جائیں تاکہ ان افراد کو نقل و حرکت میں آسانی ہو۔

5. جناب شیر علی خان:
جناب خالد جاوید اصغر گھرال:
محترمہ آمنہ اُلفت:
انجینئر شہزاد الٰہی:

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مستحق طلباء وطالبات کے لئے کم از کم بی۔اے تک مفت تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔

حصہ سوم

(عام بحث)

1. **Mrs Samina Khawar Hayat:** That the policy of the Government vis-à-vis Constitution of Zakat Committees in the Province of

Punjab, be discussed.

2.	**Ch Zahir-ud-Din Khan:** **Mr Muhammad Yar Hiraj:** **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:** **Ch Moonis Elahi:**	That the policy of the Government vis-à-vis availability and distribution of "Atta" among the people in the Province of the Punjab, be discussed.
3.	محترمہ زوبیہ رباب ملک:	صوبہ بھر میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ سے عوام میں پائی جانے والی بے یقینی کی صورتحال پر بحث کی جائے۔
4.	**Mr Tahir Iqbal Chaudhry:** **Mr Muhammad Shafiq Khan:** **Mr Sher Ali Khan:** **Dr Samia Amjad:**	That the policy of the Government in the Home Department with particular reference to public order and internal security in the Province of the Punjab, be discussed.

122

5.	**Mr Khurram Nawab:** **Malik Iqbal Ahmed Langriyal:** **Mr Khalid Javed Asghar Ghural:** **Mrs Khadija Umar:**	That the policy of the Government in the Home Department with special reference to performance and evaluation of (کھلی کچہریاں) being held under the supervision of Senior Police Officers as per direction of the Chief Minister of the Punjab, be discussed.

123

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

منگل، 13-اکتوبر 2009

(یوم الثلاثہ، 23-شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 32 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوۡاْ رَبَّهُمۡ إِلَى ٱلۡجَنَّةِ زُمَرًاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتۡ أَبۡوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَٱدۡخُلُوهَا خَٰلِدِينَo وَقَالُواْ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي صَدَقَنَا وَعۡدَهُۥ وَأَوۡرَثَنَا ٱلۡأَرۡضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلۡجَنَّةِ حَيۡثُ نَشَآءُۖ فَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَo وَتَرَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ حَآفِّينَ مِنۡ حَوۡلِ ٱلۡعَرۡشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡۖ وَقُضِيَ بَيۡنَهُم بِٱلۡحَقِّ وَقِيلَ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَo

سُوْرَۃُ الزُّمَر آیات 73 تا 75

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے o اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں ہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں (اچھے کام کرنے والوں) کا o اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب o

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
تو چاہے تو ہر شب ہو مثال شب اسریٰ
تیرے لئے دو چار قدم عرش بریں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا انداز طلب کتنا حسیں ہے

تعزیت

جناب شوکت منظور چیمہ ایم پی اے کے والد اور رکن قومی اسمبلی محترمہ تہمینہ دولتانہ کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب شوکت منظور چیمہ کے والد اور محترمہ تہمینہ دولتانہ کے خاوند قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ صحت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے لیکن وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب حکومت کا این ایف سی ایوارڈ پر پنجاب اسمبلی کو اعتماد میں نہ لینا

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آج کے تمام اخبارات میں رپورٹ کیا گیا ہے اور یہ Dawn اخبار میں لکھا ہے کہ

"population no more sole criterion for NFC award"

یہاں پنجاب نے اپنے principal stand سے پنجاب اسمبلی کو confidence میں نہیں لیا اور یہ یکطرفہ فیصلہ، drastic قسم کا فیصلہ کیسے لے لیا گیا؟ اگر backwardness کی ہی بات کرنی ہے تو جب پنجاب کا بجٹ بنتا ہے تو ہم جو backward areas کے لوگ ہیں وہ اس criteria میں نہیں آتے اور تمام فنڈز لاہور میں لگا دیئے جاتے ہیں اس principal stand سے اگر پنجاب نے ہٹنا ہی تھا تو پنجاب اسمبلی کو کم از کم اس پر debate کرنی چاہئے تھی اور اگر اس طرح یکطرفہ فیصلے ہوں گے تو کیری لوگر بل کی طرح یہ نہ ہو کہ پنجاب بھی اس کو مسترد کر دے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ اسی سے connected ہے kindly مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ اہم اس لئے بھی ہے کہ جب این ایف سی ایوارڈ کی بات ہوتی ہے تو جیسے اسمبلی کے سیشن نہیں ہوئے اسی طرح کابینہ کی بھی میٹنگز اتنی کم ہوئی ہیں کہ خود راجہ ریاض احمد اس دن ٹیلی ویژن پر بتا رہے تھے کہ ان دو سالوں میں کابینہ کی کل چار میٹنگز ہوئی ہیں۔ اگر کیبنٹ نے بھی اس پر رائے نہیں دی تو یہ سوچنے کی بات ہے کہ اتنی بڑی اسمبلی اور اس کابینہ کو مکمل کرنے کا process کب ختم ہوگا اور یہ اتنے اہم فیصلے جو عوام کو affect کرتے ہیں وہ کس طرح پورے ہوں گے؟

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ ربڑ سٹیمپ اسمبلی ہے؟ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک این ایف سی ایوارڈ میں آبادی کے علاوہ دوسرے criteria کو مدنظر رکھنے کا معاملہ ہے۔ یقیناً چھوٹے صوبے ہمارے بھائی ہیں، بلوچستان اور سرحد کا یہ مؤقف ہے کہ دوسرے criteria کو بھی پیش نظر رکھا جائے لیکن اس میں موجودہ پنجاب گورنمنٹ نے قطعی طور پر اپنا stand revise نہیں کیا اور آج بھی ہمارا stand یہی ہے کہ federal sources کی distribution کا major part آبادی کی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ پچھلے ادوار میں جب ایسے لوگ اس صوبے پر حکمران تھے جو وردی کے گیت گاتے تھے اور وردی کے ذریعے ہی اس صوبے پر مسلط تھے انھوں نے اس stand سے تھوڑا سا retrieve کیا تھا۔ بہر حال ہم اسے دوبارہ fortify کر رہے ہیں اور اس وقت پنجاب حکومت کا stated stand ہے کہ sources کی تقسیم میں major portion آبادی کی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے کہ پنجاب کا stance آبادی کی بنیاد پر ہی ہونا چاہیے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب کی آبادی تقریباً 35 فیصد ہے لیکن ہمیں 2.8 فیصد ڈویلپمنٹ فنڈز ملتے ہیں۔ لہذا حکومت پنجاب کا یہ مؤقف نہیں ہے اور اس پر لاء منسٹر صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میرے خیال میں غلط بیانی کے الفاظ درست نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں categorically اپنے محترم بھائی محسن لغاری کی اس بات کو رد کرتا ہوں۔ یہ جو فرما رہے ہیں کہ آبادی 35 فیصد ہے اور 2.8 sources percent دیئے جا رہے ہیں۔ آپ اس بات پر میٹنگ رکھ لیں، اس پر بحث رکھ لیں میں یہ ثابت کروں گا کہ اس مالی سال میں جنوبی پنجاب کو اس کے حق سے بڑھ کر دیا گیا ہے۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب کے tour پر گئے تو انھوں نے وہاں بیٹھ کر ایک ایک چیز کا detail میں جا کر جائزہ لیا اور وہاں پر جو requirements تھیں ان کے مطابق وہاں انھوں نے orders کئے۔ اگر یہ point score کرنا چاہتے ہیں اور پریس گیلری میں note کروانا چاہتے ہیں تو علٰیحدہ بات ہے لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا کیا مقصد ہے؟ کل آپ کی صدارت میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس میں قائد حزب اختلاف اور جناب عبداللہ یوسف وہاں پر ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے اور انھوں نے ہمارے ساتھ چار موضوع final کئے کہ اس اجلاس میں ان پر بحث ہو گی۔ اس وقت تو ان کو این ایف سی کا یاد نہیں رہا۔ اگر یہ اب بھی چاہتے ہیں تو میں اس مقصد کے لئے تیار ہوں، آپ ان چار میں سے کوئی ایک drop کر لیں اور این ایف سی پر بات کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم ان کی offer قبول کرتے ہیں۔ انھوں نے جو الفاظ استعمال کئے کہ جنوبی پنجاب کو اس کا حق دے دیا گیا ہے۔ ہم نے بجٹ میں بھی یہ point out کیا تھا کہ اس بجٹ کے ADP میں جنوبی پنجاب کے لئے 3 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے تیسرے حصہ

کا حق صرف تین فیصد ہے۔ بہر حال آپ اس کے لئے دن مقرر کریں ہم debate کے لئے welcome کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب debate ہو گی تو پھر آپ کھل کر بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! بالکل اس پر بات کریں اور ہم این ایف سی ایوارڈ پر بھی اسی دن بات کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے resources پر پنجاب نے اپنا مؤقف بیان کرنا ہے۔ پنجاب حکومت کی ذمہ داری پنجاب کے عوام تک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے۔ پلیز میری بات سنیں۔ ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ چار محکمہ جات پر بحث ہو گی۔ اب آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھ کر مجھے بتائیں کہ آپ ان میں سے کون سا drop کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! این ایف سی ایوارڈ کی development بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کے بعد کی ہے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ تو کل ہوئی تھی لیکن یہ آج کے اخبارات میں آیا ہے۔ یہ اس وقت کی development نہیں ہے۔ ٹائم چلتا رہتا ہے اور آج یہ مؤقف ہمارے سامنے آیا ہے۔ اگر کل یہ مؤقف ہمارے سامنے ہوتا تو ہم کل بھی اس پر بات کرتے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرے دو بھائیوں نے stand لیتے ہوئے کہا کہ پنجاب کو آبادی کے مؤقف پر بات کرنی چاہئے اور یہ بھی کہا کہ حکومت اس مؤقف سے پیچھے ہٹ رہی ہے تو میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

ملک محمد وارث کلو: پنجاب کی آبادی 58 فیصد ہے اور پچھلی حکومت نے این ایف سی پر اپنے مؤقف سے stamped out کیا تھا اور انھوں نے 48 فیصد قبول کیا تھا۔ یہ پچھلے دور میں اپنے مؤقف سے ہٹے تھے لیکن اس دور میں ابھی تک کوئی decision نہیں ہوا۔ ہماری حکومت اپنے مؤقف پر قائم ہے اور آبادی کے فارمولے پر ہی stand لئے ہوئے ہے۔ یہ تو point scoring کی بات کر رہے ہیں لیکن یہ point scoring کا وقت نہیں ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ خود اس حکومت میں شامل تھے اور آج condemn کر رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کل پنجاب کے وزیر خزانہ نے پریس کانفرنس میں جو statement دی ہے اس کے مطابق پنجاب اپنے مؤقف سے ہٹ گیا ہے۔ یہ پچھلی حکومت کی بات کرتے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ پچھلی پنجاب حکومت تو اس بات پر قائم رہی ہے کہ ہمیں آبادی کی بنیاد پر این ایف سی سے حصہ ملنا چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ این ایف سی ایوارڈ announce نہیں ہو سکا۔

ملک محمد وارث کلو: آپ بتائیں پنجاب کی آبادی کتنی ہے؟

MR. SPEAKER: No cross talk. Pleas no cross talk.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم نے آرام سے ان کی بات سنی ہے۔ آپ ان سے کہیں کہ ہماری بات بھی سنیں۔ انھوں نے یہ کہا کہ پچھلی حکومت میں پنجاب اپنے مؤقف سے ہٹا۔ اگر پنجاب یہ لچک دے دیتا تو پچھلی دفعہ ہی این ایف سی ایوارڈ announce ہو جاتا تھا۔ این ایف سی ایوارڈ اسی وجہ سے نہیں ہوا تھا کہ پنجاب حکومت اس بات پر ڈٹی رہی کہ این ایف سی ایوارڈ کی بنیاد آبادی پر ہی ہو گی۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت ہمارے ساتھی شیر علی صاحب نے جو پنجاب کے حقوق کے بارے میں نشاندہی کی اور ادھر سے بھی پنجاب کے حقوق کی جو باتیں ہو رہی ہیں ہم کسی کی نیت پر شک نہیں کرتے۔ لاء منسٹر صاحب کی offer اور آپ کا حکم ہے تو میرے خیال میں ٹائم یا دن بڑھانے میں کوئی قدغن نہیں ہے اور ایک دن بڑھا کر اس پر یہ بحث رکھی جا سکتی ہے لیکن اگر ٹائم کی کوئی قلت ہے تو میری تجویز ہے کہ جس دن زراعت پر بحث ہے جنوبی پنجاب کی محرومیوں اور این ایف سی ایوارڈ پر بحث بھی اسی دن رکھ لی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ بے شک آج یا کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں اس میں وزیر خزانہ بھی موجود ہوں گے۔ اس میٹنگ میں discuss کر کے ایک ٹائم دے دیں تاکہ ہم متعلقہ محکموں سے بھی consult کر لیں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وزیر خزانہ باقاعدہ این ایف سی ایوارڈ پر policy statement دیں گے کہ اس بارے میں حکومت پنجاب کا کیا stand ہے۔ کافی دیر سے جنوبی پنجاب

سے متعلق جو بات raise کی جا رہی ہے۔ہم اس بارے میں ٹائم لے لیں گے اور باقاعدہ طور پر محکموں سے facts and figures لے کر آئیں گے۔یہ بھی باقاعدہ طور پر پچھلے پانچ سال کے اور موجودہ facts and figures لے آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ این ایف سی ایوارڈ پر پنجاب حکومت کا مؤقف اور جنوبی پنجاب سے متعلقہ معاملات کے لئے ایک علیحدہ دن بیٹھ کر طے کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بجا ارشاد فرمایا۔ہم نے تو ان کے کہنے پر کہا تھا کہ دونوں میں سے ایک drop کر دیا جائے۔ہماری تو یہی خواہش ہے کہ ان کے لئے ایک علیحدہ دن رکھا جائے اور اگر لاء منسٹر صاحب مہربانی فرما رہے ہیں تو بہت اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔چودھری صاحب! ہم ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! بے شک ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں لیکن یہاں سارا ہاؤس اور سب لوگ موجود ہیں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب کب آ رہے ہیں یا ادھر ہی ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آج شام آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: بزنس ایڈوائزی کمیٹی کی میٹنگ کل رکھ لیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، کل رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی کل صبح 9 بجے ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں کل یہاں نہیں ہوں لہذا پرسوں میٹنگ رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، پرسوں رکھ لیتے ہیں۔پرسوں صبح 9.30 پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب اس پر بات نہیں ہو گی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار صرف جنوبی پنجاب کا ذکر کرتے ہیں۔پوٹھوہار اور ناردرن پنجاب کا ذکر ہی نہیں کرتے۔میری گزارش ہے کہ جب اس پر بات کریں

تو صرف جنوبی پنجاب پر بات نہ کریں بلکہ پوٹھوہار اور نادرن پنجاب کو بھی شامل کریں۔ آپ نے ہمیں فرنٹیئر کے ساتھ تو نہیں سمجھ رکھا؟

جناب سپیکر: جی، ان کا ذکر بھی آ جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں on record لانا چاہتا ہوں کہ اب ہاؤس کے اندر ہمارا یہ طے ہوا ہے کہ ایڈوائزری کمیٹی میں آپ، لاء منسٹر صاحب اور راجہ صاحب کی موجودگی میں جو چار issues پر بحث کرنے کا طے ہوا تھا ان چاروں پر بحث ہونے کے علاوہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں اور این ایف سی ایوارڈ پر پانچواں دن مختص کیا جائے گا۔ ہمارا یہ طے ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اس طرح سے نہیں۔ ہماری میٹنگ کے بعد اس بارے میں کوئی final بات ہوگی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میٹنگ کس مقصد کے لئے ہوتی ہے؟ یہاں ہاؤس میں سب لوگ موجود ہیں لہذا ابھی فیصلہ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ابہام میں کوئی بات نہیں رکھنا چاہتا۔ یہ پنجاب کے حقوق کا معاملہ ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم میٹنگ صرف اس مقصد کے لئے کر رہے ہیں کہ ان دونوں محکموں کو convenience کب ہے؟ ان کی convenience کے مطابق date fix کرنے کے لئے ہم نے میٹنگ کرنی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بات ہو گئی ہے۔ اب پرسوں کا انتظار کریں۔ مہربانی، تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صرف جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی ہے، وسطی پنجاب کی کوئی بات ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، سب کی بات ہو جائے گی، سارے پنجاب کی بات ہوگی۔ آپ تشریف رکھیں۔ Order please, order please. Order in the House. محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کس طرح کی so-called گریجوایٹ اسمبلی ہے؟ کل یہاں پر بیٹھ کر اعجاز شفیع صاحب جس طرح کی زبان استعمال کر رہے تھے۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ وزیر قانون میرے لئے بہت قابل احترام ہیں لیکن یہ جب بھی الفاظ استعمال کرتے ہیں، کبھی یہ گورکھ دھندے کا word use کرتے ہیں اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔ آپ نے ایک غلط بیانی کے word کو feel کیا اور آپ نے کہا کہ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب سپیکر: "گورکھ دھندا" غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک بند کریں۔ اب محکمہ صحت کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ رہنے دیں، بات لمبی ہو جائے گی اور بحث میں چلی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس اور دکھ کے ساتھ یہ بات آپ اور اس پورے معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کل رات City-42 سے ایک پروگرام چلا ہے۔ اس میں محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور ان کے ساتھ غالباً محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ بیٹھی تھیں۔ اب تو یہ بات کر رہی ہیں کہ جی، گورکھ دھندا کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔ انہوں نے وہاں پر جس قسم کے الفاظ اس معزز ایوان اور اس میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین کے متعلق استعمال کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس پروگرام کی آپ ریکارڈنگ منگوالیں اور اس کے بعد پھر ان سے پوچھیں کہ ان کی نظر میں اس معزز ایوان کی کیا قدر ہے؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ قاضی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بلکہ قاضی صاحب آپ ادھر میرے پاس ایک منٹ کے لئے آئیں، میں آپ کی بات سننا چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہ وہ اسمبلی ہے جہاں پر ایک جماعت کے سینئر ممبر، جو کہ ایک main دھارے کی جماعت ہے اس کے رکن جب یہاں پر خواتین کا نام لیتے ہیں، ان کا ذکر کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ "سندھ کی ایک عورت" وہ سندھ کی ایک عورت نہیں تھی بلکہ وہ سندھ کی منسٹر تھی۔ جب کل یہاں پر بیٹھ کر اعجاز شفیع خواتین کے بارے میں باتیں کر رہا تھا تو اُس وقت وزیر قانون صاحب کی توجہ کہاں تھی؟

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بس بات ختم کریں۔ تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔ اس ہاؤس کے تمام معزز اراکین میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ جس طرح سے میرے لئے آپ قابل احترام ہیں اسی طرح سے تمام ہاؤس کے معزز ارکان ایک دوسرے کا احترام کریں۔ یہ میں آپ کے ادارے کی بہتری کے لئے کہہ رہا ہوں۔ کسی forum پر بھی کسی معزز رکن کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال انتہائی غلط ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔ میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب سارے بول رہے تھے تو میں بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 185۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

پی پی-74 چنیوٹ میں محکمہ صحت کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی تفصیل

*185: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-74 تحصیل چنیوٹ میں محکمہ کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں موجود ہیں؟

(ب) متذکرہ ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملہ کی کل تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ حلقہ کی ڈسپنسریوں میں فوری طبی امداد کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی-74 تحصیل چنیوٹ میں رورل ڈسپنسریوں کی تعداد 6 ہے جو کہ مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1- رورل ڈسپنسری بھاریاں

2- رورل ڈسپنسری لودھراں

3- رورل ڈسپنسری چک نمبر 139

4- رورل ڈسپنسری کوٹ احمد یار

5- رورل ڈسپنسری چک نمبر 128 ٹھیٹھیاں

6- رورل ڈسپنسری چک نمبر 151

جبکہ ایک یونانی ڈسپنسری بھی کوٹ وساوا میں کام کر رہی ہے۔

2 عدد ایم سی ایچ سنٹر کام کر رہے ہیں:-

1- ایم سی ایچ سنٹر چک نمبر 131

2- ایم سی ایچ سنٹر چک نمبر 134 اور بنیادی مراکز صحت کی تعداد 13 ہے۔

1- رجوعہ سادات

2- مھترومہ

3- چک نمبر 134

4- چک نمبر 148

5- چک نمبر 153

6- چک نمبر 147

7- چک نمبر 157

8- چک نمبر 237

9- چک نمبر 221

10- چک نمبر اوبھان

11- محمدی شریف

12- عدلانہ

13- چک نمبر 143

(ب) عملے کی کل تعداد 146 ہے جو کہ پی پی۔74 چنیوٹ میں ڈسپنسریوں اور بنیادی مراکز صحت میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) جی، ہاں تمام ڈسپنسریوں اور بنیادی مراکز صحت میں فوری طبی امداد کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ضمنی سوال بھی ہے لیکن اس سے پہلے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ کل یہاں اسمبلی کے باہر پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ احتجاج کر رہے تھے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پہلے خطاب میں یا شاید جب وہ دوسری دفعہ تشریف لائے تھے تو انھوں نے کہا تھا کہ میں تمام contract والے ڈاکٹروں کو permanent کرتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پیرا میڈیکل سٹاف والے کل سارا دن احتجاج کرتے رہے لیکن کسی نے ان سے نہیں پوچھا کہ وہ کیوں احتجاج کر رہے ہیں، ان کا کیا مسئلہ ہے؟ میرے خیال میں آج وزیر صاحب ابھی تک آئے نہیں ہیں تو میری آپ کی وساطت سے ان سے گزارش ہے کہ یہ پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ 25 سال سروس کرنے کے بعد بھی اسی گریڈ میں retire ہو جاتے ہیں جس میں بھرتی ہوئے تھے تو ان کے لئے بھی کوئی پالیسی بنائی جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ وقفہ سوالات ہے اور سید حسن مرتضیٰ صاحب کو سوال کرنے کے لئے floor دیا گیا ہے جبکہ وہ دوسرے حوالے سے باتیں کر کے وقفہ سوالات کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس بحث کو بعد کے لئے رکھ لیں یا پھر وقفہ سوالات کا وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میجر صاحب ایک سڑک کے لئے پچھلے تین سال سے اس ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ 25 روپے کے لئے اس ہاؤس کا اتنا وقت ضائع کر چکے ہیں جبکہ میں تو پیرا میڈیکل سٹاف کی بات کر رہا ہوں، جو بے چارے 25/25 سال نوکری کرتے ہیں اور پھر اسی گریڈ میں retire ہو

جاتے ہیں، ان کے بچوں کا مستقبل محفوظ نہیں ہے۔ میں تو ان کی بات کر رہا ہوں۔ میجر صاحب اس ہاؤس کو ہمیشہ فوج کی طرح چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میری بٹالین ہے، یونٹ ہے اور میں نے اسے چلانا ہے۔ یہ ہاؤس ہے اور آپ اس کے custodian ہیں۔ آپ نے اسے چلانا ہے، اسے کسی فوجی نے نہیں چلانا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! تمام ممبران کا احترام کرنا سب پر لازم ہے۔ انھوں نے مجھ پر الزام لگایا ہے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو ان کو حذف کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کوئی نازیبا لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں اور میں نے میجر صاحب سے کہا ہے۔ یہ میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ یونٹ نہیں ہے بلکہ اسمبلی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب کہیں ہیں تو انہیں کہہ دیں کہ وہ پیرا میڈیکل سٹاف کے لئے کچھ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کو کتنے منسٹر چاہئیں؟ ماشاءاللہ کافی منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے وزیر صحت کی ضرورت ہے، میں محکمہ صحت کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ کی صحت بھی ٹھیک ہے۔ آپ اپنی بات کریں، آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ پیرا میڈیکل سٹاف کو permanent کیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وہ بعد میں کروں گا، پہلے میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ آپ نے سب کو وقت دیا ہے لہذا مجھ پر بھی مہربانی فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ صحت کا چارج آج میرے پاس ہے۔ میں ان کی صحت میں جو کمی بیشی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسے بہتر کر دوں گا۔ اب انہوں نے ضمنی سوال تو کوئی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پیرا میڈیکل سٹاف جو کہ contract پر بھرتی ہوتے ہیں

ان سے متعلق بات کی ہے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ contract پر بھرتی ہونے والے ہمارے جتنے بھی ملازمین ہیں ان سے متعلق وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف نے ایک بہت ہی بنیادی اور انقلابی فیصلہ کیا ہے۔ اس کی سمری منظور ہونے کے بعد details کو file up کیا جا رہا ہے۔ اس کی آج یا کل announcement ہو جائے گی جس میں پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اب آپ ضمنی سوال کریں، اس مسئلے کو چھوڑیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ب) میں انہوں نے جواب لکھا ہے کہ کل عملے کی تعداد 146 ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ جتنے B.H.U's اور رورل ڈسپنسریوں کے نام لکھے ہوئے ہیں ان میں سے اگر کہیں پر بھی کوئی M.O لگا ہوا ہے تو ذرا اس کے بارے میں بتا دیں۔ اگر سویپر، مالی اور چوکیدار 146 لگے ہوئے ہیں تو میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کسی جگہ پر کسی B.H.U میں اگر کوئی M.O تعینات ہے تو وہ بتا دیں اور اگر نہیں ہے تو گورنمنٹ M.O تعینات کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک ان کی بھرتیاں وغیرہ کر لے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں محترم حسن مرتضیٰ صاحب نے یہ پوچھا تھا کہ متذکرہ ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملہ کی کل تعداد کیا ہے تو اس کے مطابق وہ جواب آ گیا ہے کہ کل تعداد 146 ہے۔ انہوں نے اس detail کے ساتھ تو پوچھا نہیں تھا، اب یہ جو detail فرما رہے ہیں اگر یہ چاہتے ہیں تو میں انہیں ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ج) میں ہے۔ جی، ہاں! تمام ڈسپنسریوں اور بنیادی مرکز صحت میں فوری طبی امداد کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔ اس میں میری گزارش ہے کہ یہ جو تمام سہولتیں دستیاب ہیں اس میں ڈاکٹر کا ہونا تو ضروری ہے نا۔ اگر وہاں پٹی لگانے والا یا ٹیکہ لگانے والا ہی نہیں ہے تو یہ چیزیں دستیاب ہونے سے ان کا استعمال کون کرے گا۔ یہاں پر مجھے ذرا بتا دیں کہ تمام طبی سہولتیں جو فراہم ہیں وہاں پر ان کو استعمال کرنے والا بھی کوئی بندہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! عملے کی کل تعداد جو 146 بتائی گئی ہے وہ بالکل trained لوگ ہوتے ہیں، وہ ڈاکٹرز اور ڈسپنسرز لوگ ہوتے ہیں اُن سب کو ٹیکہ لگانے کی ٹریننگ ہوتی ہے اگر حسن مرتضیٰ صاحب کسی B.H.U پر جائیں تو ان کو بالکل ٹیکہ لگ جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹیکہ لگانا یقیناً ڈسپنسر ہی کا کام ہے لیکن کوئی prescribe medicine کرنے کی ذمہ داری صرف اور صرف ایک MBBS ڈاکٹر کی ہوتی ہے۔ اس بات کا جواب وضاحت سے دیا جائے اور حسن مرتضیٰ صاحب نے بالکل ٹھیک سوال پوچھا ہے، یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے کہ ان کو ٹیکہ لگ جائے گا، ٹیکہ تو بھینسوں کو بھی لگتا ہے، دوسرے جانوروں کو بھی لگتا ہے اور ڈسپنسر ہی لگاتے ہیں لیکن اس کی prescription کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب کو جواب دیں کہ ادھر کون سا ڈاکٹر ہے اور اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو وضاحت چاہی ہے میں نے اس کے متعلق یہ پہلے عرض کیا ہے کہ سوال ہی یہ تھا کہ متذکرہ ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملے کی کل تعداد کیا ہے تو جواب میں کل تعداد 146 بتا دی گئی ہے اگر اس bifurcation کے ساتھ پوچھا جاتا کہ ڈاکٹرز کتنے ہیں، ڈسپنسر کتنے ہیں، سویپر کتنے ہیں تو اس کے مطابق جواب آ جاتا، کیونکہ اب انہوں نے یہ بات کی ہے تو میں نے کہا ہے کہ میں ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر دے دیتا ہوں کہ کتنے B.H.U's میں ڈاکٹرز موجود ہیں اور کتنے B.H.U's میں ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں اور میں ساتھ انہیں اس بات کا بھی یقین دلاتا ہوں کہ اگر کچھ B.H.U's میں ڈاکٹر نہیں ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کو آج ہی یہ direction دی جائے گی کہ وہاں پر ڈاکٹروں کو بھرتی کرنے کے لئے process کا آغاز کریں۔

جناب سپیکر: جی، Next question 186 سید حسن مرتضیٰ صاحب!

تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا معاملہ

*186: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب، تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حکومت پنجاب تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(ب) صوبہ پنجاب میں اس وقت سرکاری انتظام کے تحت کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی اور دیگر آٹھ میڈیکل کالج صوبہ کی ضرورت کے مطابق طبی تعلیم و سہولیات مہیا کر رہے ہیں چونکہ میڈیکل کالج کے قیام کے لئے مناسب تعلیمی ماحول، معاشی وسائل، موزوں ٹیچنگ ہسپتال

اور اعلیٰ تعلیم یافتہ فیکلٹی درکار ہے جو کسی تحصیل کی سطح پر دستیاب نہ ہو گی لہذا ایسے منصوبہ کا کامیاب ہونا محال ہے۔

مزید برآں چنیوٹ شہر سے 40 کلو میٹر فاصلے پر حکومت پنجاب کا قائم کردہ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد موجود ہے جو کہ علاقے کی ضروریات کے مطابق مناسب ہے۔

جناب سپیکر: جی، Supplementary question۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! باقی تو جواب ٹھیک ہے مجھے صرف ایک چیز سے اختلاف ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ چنیوٹ میں کسی میڈیکل کالج یا ٹیچنگ ہسپتال کی ضرورت نہیں ہے۔ فیصل آباد میں ایک ٹیچنگ ہسپتال ہے اور وہاں پر رش کا یہ حال ہے کہ ایک ایک بیڈ پر چار چار patients ہوتے ہیں آپ بے شک ابھی پتا کر لیں۔ میں پچھلے دنوں وہاں ایک مریض کا پتا کرنے گیا ہوں ادھر گائنی وارڈ میں ایک ایک بیڈ پر چار چار patients تھے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے وہاں پر بستر کم ہوں گے لیکن آپ نے جو چار چار مریضوں والی بات کی ہے مجھے لگتا نہیں ہے کہ ایسا ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہاں پر میجر صاحب کے بھائی ایم ایس ہیں آپ ابھی فون کر کے پتا کر لیں وہ آپ کو ساری صورتحال بتا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے ایک ایک بیڈ پر چار چار مریض بتائے ہیں تو یہ ہمیں لٹا کر دکھا دیں کہ ایک بیڈ پر چار مریض کیسے لیٹ سکتے ہیں، ہاں یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ وہاں پر مریضوں کو داخلہ نہیں مل رہا یا وہاں پر مریضوں کو treatment نہیں مل رہی لیکن میں اُن کی اور آپ کی توجہ بھی اس question کی طرف دلانا چاہوں گا کہ انہوں نے question تو یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت پنجاب تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جز (ب) ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟ اس question میں ایک ہسپتال کا، بیڈ کا یا مریضوں کا تو کوئی معاملہ ہی نہیں ہے۔ اس سوال کے مطابق اگر ان کا کوئی supplementary question ہے تو فرمائیں میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جیسے فرمایا ہے میں نے انہیں اسی سوال کا ضمنی سوال بھی کیا ہے اور میں نے جو بات کی ہے وہ related بھی ہے۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ وہاں پر ایک ہسپتال ہے، وہی پنجاب میڈیکل کالج ہے وہاں پر میں نے کہا ہے کہ ارد گرد جتنے بھی ہسپتال بن جائیں کیونکہ ایک ہسپتال ہے وہاں پر فیصل آباد ڈویژن کے مریض بھی جاتے ہیں جس میں لیہ، بھکر اور سرگودھا تک patients الائیڈ ہسپتال میں آتے ہیں تو میں نے تو انہیں وہ تعداد بتائی ہے وہ اگر تعداد سے زیادہ پریشان ہوئے ہیں تو ایک آدھ مریض کم کر لیں، اب رہی بات لٹانے والی تو اب میں یہاں لٹا کر دکھا تو نہیں سکتا لیکن جیسے یہ ممبرزان چھوٹے چھوٹے بنچوں پر پورے آ گئے ہیں یعنی 200 ممبرز والے ہاؤس میں اگر 371 ممبرز پورے کر لئے ہیں تو وہاں بھی چار بندے لیٹ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس اوپر بھی جگہ ہے، ایسی بات نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے اس لئے کہا ہے کہ چنیوٹ میں میڈیکل کالج ہونا، ٹیچنگ ہسپتال ہونا ہماری ضرورت ہے اس لئے میں نے ان سے عرض کی ہے کہ کیا حکومت اس کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ وزیر صاحب نے جواب میں کہا ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تو میں کہہ رہا ہوں کہ حکومت یہ ارادہ کیوں نہیں رکھتی؟ کل یہاں سارا دن بحث ہوتی رہی ہے کہ لاہور شہر کے گٹروں کے ڈھکن چوری ہو رہے ہیں، پورا دن لاہور کے گٹروں کے ڈھکن بچائے جاتے رہے ہیں، یہاں سارا دن لاہور کا گندہ پانی نکالتے رہے ہیں تو لاہور کے گندے پانی کے ساتھ ساتھ ہمارے گندے پانی کا بھی سوچ لیں۔ فیصل آباد سے جو ڈرین آتی ہے وہ میرے حلقے سے گزرتی ہے، سارے حلقے میں ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں، backward ضلع ہے اس لئے اس کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ ہمارا زمینی پانی بڑا میٹھا تھا فیصل آباد والے وہ بھی نکال کر لے گئے اب ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں رہا۔ گندہ پانی ہمارے دریائے چناب میں گرتا ہے جو میری total constituency سے گزرتا ہے وہاں پر ہیپاٹائٹس کا مرض اس تیزی سے پھیل رہا ہے کہ ایک ایک گھر میں ہیپاٹائٹس کی وجہ سے دو دو، تین تین فوتیدگیاں ہو چکی ہیں۔ اگر گورنمنٹ وہاں پر ٹیچنگ ہسپتال نہیں بنانا چاہتی تو کیوں نہیں بنانا چاہتی، ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہیں ہوں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ چنیوٹ کے عوام کے ساتھ بڑی kind ہے اور آپ کو پتا ہی ہے کہ محترم حسن مرتضیٰ صاحب، مولانا الیاس چنیوٹی صاحب اور جتنے بھی چنیوٹ سے ہمارے معزز ممبرز ہیں ان سب کے مطالبے پر اس سال تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ چنیوٹ میں جو پہلے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھا وہ اب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بن جائے گا تو میرا خیال ہے کہ پہلے ڈیپارٹمنٹ اس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو improve کرے اور اسے اس level پر لے کر آئے جس level پر اس کے ساتھ ایک میڈیکل کالج attach ہو سکتا ہے تو یہ ایک process ہے۔ ابھی انہوں نے اپنی تحصیل کو ضلع بنایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے ضلع کے عوام کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اسی سلسلے کو مزید بہتر بناتے ہوئے انشاء اللہ یہ سہولت بھی ان کو آنے والے سالوں میں حاصل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔ جی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 270۔

پنجاب میں ہیپاٹائٹس پھیلنے کی وجوہات وتدارک

*270: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کا مرض پنجاب میں بہت تیزی سے پھیل رہا ہے؟

(ب) پنجاب میں ہیپاٹائٹس کا مرض کس وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اور اس مرض کے پھیلنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) سرکاری رپورٹ کے مطابق پنجاب میں اس مرض میں مبتلا لوگوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(د) عوام میں اس مرض کے بارے آگاہی کے لئے حکومت کیا پروگرام بنائے ہوئے ہے اور اس کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے امراض موجود ہیں اور ماضی کے مقابلے میں ان کی شرح آج زیادہ ہے۔

(ب) ان بیماریوں کے پھیلاؤ کی بنیادی وجہ عوام کی غفلت، عدم توجہی اور غیر صحت مندانہ طرز زندگی ہے۔یہ امراض عموماً انتقال آلودہ سرنج، آلودہ آلات جراحی اور آلودہ استرہ، بلیڈ وغیرہ کے ذریعے پھیلتے ہیں۔

(ج) سائنسی سروے اس سلسلہ میں دستیاب نہیں ہے لیکن WHO کے مطابق ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ میں پاکستان درمیانہ درجے کے ممالک میں خیال کیا جاتا ہے۔دو تا سات فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔

(د) ہیپاٹائٹس کا علاج طویل، مشکل اور مہنگا ہے۔اس سلسلے میں سب سے اہم بات لوگوں کو بیماری کے پھیلاؤ اس کی وجوہات اور طریقوں سے عوام کو آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ اس بیماری سے بچ سکیں اور بیماری کی صورت میں صرف مستند ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

حکومت پنجاب قلیل وسائل کے باوجود آگاہی کے سلسلے میں موثر اقدامات کر رہی ہے۔ریڈیو ٹی وی اور پریس کے ذریعے عوام کو ان بیماریوں سے بچاؤ کے بارے میں وقتاً فوقتاً آگاہ کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں مختلف ٹی وی چینلز پر معلوماتی کمرشلز پرائم ٹائم میں 7 سے 11 بجے شام تک نشر کئے جاتے ہیں۔ان چینلز میں پی ٹی وی، جیو، اے آر وائی، ڈان، ایکسپریس، پی ٹی وی ورلڈ، سی این بی سی، چینل 5 اور بزنس پلس شامل ہیں اس کے علاوہ ریڈیو پر بھی پیغامات نشر ہوتے ہیں۔ان پیغامات میں ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کی بڑی وجوہات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔اس سے بچاؤ کے اقدامات کے بارے میں آگاہی دی جاتی ہے خصوصاً ٹیکہ لگانے کی صورت میں نئی سرنج کا استعمال، سکرین شدہ انتقال خون و دانتوں کے آلات کا صاف ہونا، شیو کرانے کے لئے نئے بلیڈ کا استعمال، کان اور ناک چھیدوانے کے صاف آلات استعمال کرنے کی تنبیہ و تلقین کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ضلعی سطح پر آگاہی کے لئے مختلف سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں ان میں سرکردہ سماجی شخصیات، این جی اوز، صحافی حضرات اور معاشرے کے باشعور طبقات کو شامل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ ہیپاٹائٹس کی بیماری بنیادی طور پر عوام کی غفلت یا عدم توجہی کی وجہ سے پھیلتی ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس میں آلودہ سرنجوں اور دوسری چیزوں کا بھی ایک role ہے۔مجھے اس

کا کوئی connection سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا اس بیماری میں زیادہ role عوام کی غفلت کا ہے یا ڈاکٹروں کی غفلت کا ہے؟

اس کے ساتھ میرا دوسرا ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے کہ W.H.O کی رپورٹ پر یہ dependent ہیں۔ ہمارا سائنسی سروے کیوں نہیں ہے اور اب تک کیوں نہیں کیا گیا؟

آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ میڈیا کے چند چینلز کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اس بیماری کے حوالے سے عوام کو information دیتے ہیں۔ کیا پرائیویٹ میڈیا چینلز کو حکومت سپانسر کرتی ہے یا ان کی اپنی efforts ہیں اور ان کا ہمارے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر ایک informative note محکمے کی طرف سے مجھے موصول ہوا ہے۔ اگر میں اسے پڑھ دوں تو جن خدشات کا اظہار محترمہ نے کیا ہے وہ cover ہو جائیں گے۔

WHO اور Pakistan Medical Research Council کے سروے کے مطابق پنجاب میں ہیپاٹائٹس بی سے متاثرہ افراد کی تعداد 2.4 فیصد جبکہ ہیپاٹائٹس سی سے متاثرہ افراد کی تعداد 6.7 فیصد ہے۔ حکومت پنجاب نے ان بیماریوں کی روک تھام کے لئے ایک خصوصی پروگرام تشکیل دیا ہے جس پر منظور شدہ PC-I کے مطابق 3 سالہ مربوط پروگرام برائے ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے کنٹرول و علاج کے لئے 22.86 ملین روپے خرچ کئے جائیں گے۔ تشہیری مہم جو کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جاری ہے اس پر سالانہ 2 کروڑ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ میڈیا کو حکومت سپانسر کرتی ہے اور اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے لیکن اس میں، میں پرائیویٹ چینلز اور اخبارات کے good gesture کا ذکر ضرور کروں گا کہ وہ اس قسم کے اشتہارات کے لئے حکومت کو کافی concession دیتے ہیں اور وہ rate وصول نہیں کرتے جو وہ عام لوگوں سے وصول کرتے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اور میں کوئی اور سوال نہیں کرنا چاہتی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جب میں سوال سے مطمئن ہوں یہ کیوں سوال کرتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سوالات جب ہاؤس میں آ جاتے ہیں تو یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے rules کے مطابق اجازت دی جائے اور اگر آپ مہربانی کریں تو میں ایک ضمنی سوال کر لوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ ایک ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جب وہ مطمئن ہیں تو آپ کیوں سوال کر رہے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ cross talk کر رہے ہیں۔ آپ ان کو سمجھائیں۔ آپ کے ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے؟ ان کو آپ کا regard ہی نہیں ہے۔ یہ آپ کے حکم کے خلاف cross talk کر رہے ہیں، آپ ان کو روکیں۔ یہ آپ کا بھی احساس نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب نے بات کی ہے کہ public education کے لئے ہیپاٹائٹس اور دیگر بیماریوں کے لئے پروگرام چل رہے ہیں، پرائیویٹ چینلز پر بھی information دی جاتی ہے۔ میں حکومت کے ان اقدامات کو خوش آئند کہوں گا کہ وہ اس طرح کے پروگراموں میں شامل ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ان پروگراموں کا بجٹ پچھلے سال سے 10 فیصد کم کیا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان پروگراموں میں سے کون سا پروگرام کاٹا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایک آگاہی مہم ہے۔ یہ 10 فیصد کمی کا کہہ رہے ہیں تو میڈیا ہی ہمیں کوئی 30 فیصد کے قریب رعایت دے رہا ہے۔ آگاہی مہم کے جو تقاضے ہیں اس کے مطابق اسے جاری رکھا جائے گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ actual expenditure پر ہوگا اگر actual expenditures زیادہ ہوئے تو ہم اس کو ضمنی بجٹ میں پاس کروالیں گے لیکن آگاہی مہم کے بارے میں، میں ہراج صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔ جی!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 276

صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی فروخت وحکومتی اقدامات کی تفصیل

*276: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی فروخت ہوتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جعلی ادویات کی فروخت قانوناً جرم ہے۔ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت صوبہ پنجاب میں جعلی اور غیر معیاری ادویات کی فروخت قطعاً ممنوع ہے تاہم چند سماج دشمن عناصر دولت کے لالچ میں خفیہ طور پر اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہیں۔

(ب) خادم اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر محکمہ صحت حکومت پنجاب نے صوبہ بھر سے جعلی ادویات کے قلع قمع کے لئے تین ٹاسک فورسز برائے شمالی، مرکزی اور جنوبی پنجاب تشکیل دی ہیں جن کے چیئرمین بالترتیب جناب تنویر اسلم ملک، ایم پی اے، پی پی۔21، ڈاکٹر سعید الہٰی ایم پی اے، پی پی۔152 اور ڈاکٹر فرخ جاوید ایم پی اے، پی پی۔230 ہیں۔ہر ایک ٹاسک فورس میں مزید دو ایم پی اے حضرات، متعلقہ ڈویژنوں کے کمشنر صاحبان، متعلقہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کے ای ڈی او (ہیلتھ) صاحبان کے علاوہ ڈائریکٹر فارمیسی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور، سیکرٹری صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ پنجاب، چیف ڈرگز انسپکٹر پنجاب، پاکستان فارماسیوٹیکل مینوفیکچرز ایسوسی ایشن کا نامزد نمائندہ اور این جی او کا نمائندہ شامل ہیں۔

ٹاسک فورسز کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے جس کی کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ٹاسک فورسز نے اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کا آغاز کر دیا ہے اور جعلی ادویات کے دھندہ میں ملوث کالی بھیڑوں کے خلاف مہم جاری ہے۔گزشتہ چھ ماہ کی رپورٹ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس سوال کا جواب ٹھیک ہے۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 694

لاہور کے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی کرنے کا معاملہ

*694: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی (شیشے کا حقہ) کی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیشہ نوشی کی قانونی اجازت ہے، اگر نہیں تو ایسے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیشہ نوشی سے سرطان کا مرض لاحق ہو سکتا ہے، اگر ہاں تو اس پر حکومت کا نقطہ نظر کیا ہے، وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ تاثر درست نہ ہے کہ شیشہ نوشی لاہور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز و ریسٹورنٹس میں کھلے عام ہو رہی ہے۔

(ب) حکومت پاکستان کے "Prohibition of Smoking & Protection of Non-Smoking Health Ord.2002" کے تحت ملک بھر میں تمام پبلک مقامات، پارکوں، ہوٹلوں، دفاتر، کلبز و ہسپتالوں وغیرہ میں ہر قسم کی تمباکو نوشی پر مکمل پابندی ہے اور کھلے عام تمباکو نوشی ممنوع ہے۔ حکومت پنجاب نے اس ضمن میں اپنے زیر کنٹرول اداروں کو تمباکو نوشی سے متعلق ضروری ہدایات پہلے سے جاری کر رکھی ہیں۔ محکمہ صحت کے تمام ای ڈی او ہیلتھ کو بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور وہ اپنے ضلع کے مہتمم اعلیٰ کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کر رہے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ تمباکو نوشی سے کینسر کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ حکومت پنجاب اپنے عوام کی فلاح و بہبود اور تمام ممکنہ امراض کی روک تھام و علاج معالجہ کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔

چند ایک پارک اور ریسٹورنٹس میں اس کے استعمال کی شکایات ملی تھیں۔ چونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت لاہور کے تمام ہوٹل وغیرہ ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہیں اس سلسلہ میں متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ کو ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شیشے کی وباء بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اس لئے میں پہلے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شیشے کی تعریف کیا ہے، یا شیشہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو یہ پیتے نہیں وہ کیسے بتائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں نصیر احمد صاحب نے سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی (شیشے کا حقہ) کی جا رہی ہے؟ اس میں انھوں نے اس کی تعریف تو نہیں پوچھی اگر یہ چاہتے ہیں تو میں لوگوں سے پوچھ کر انھیں بتا سکتا ہوں کیونکہ میرا اپنا اس بارے میں کوئی تجربہ نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس کی تعریف اس لئے پوچھی ہے کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے دوستوں کو یہ پتا چلے کہ یہ کیا بیماری ہے جو روز بروز شہروں میں پھیل رہی ہے۔ اس کے علاوہ محکمے نے اتنے لمبے جواب دیئے ہیں اور متعلقہ منسٹر کو یہ پتا نہیں ہوگا کہ شیشہ کیا ہے تو میں جواب کیا لوں گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ شیشے کے متعلق بیان فرما دیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ میں شیشہ نہیں پیتا۔ مجھے پتا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس میں بہت ساری چیزیں ہیں۔ مثال کے طور پر سگریٹ نوشی ہے۔ اگر یہ کہیں کہ اس کا ذائقہ بتایا جائے تو وہ کوئی اور بات ہوگی۔ شیشہ حقیقتاً ایک نشہ ہے جس طرح دوسرے نشے ہیں۔ میاں صاحب جس طرح اس کی تعریف کا کہہ رہے ہیں تو میں اس پر پوری ریسرچ کر کے ان کو بالکل authentic and accurate information دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں جو پوش علاقوں، کلبوں اور ریسٹورنٹس میں شیشہ پیا جا رہا ہے اس حوالے سے سرکاری طور پر بھی آگاہ نہیں کیا جاتا اس لئے کلب اور ریسٹورنٹس شیشے کی آڑ میں یہ خطرناک نشہ چلا رہے ہیں اور نوجوان نسل اس کا شکار ہو رہی ہے۔ ابھی منسٹر صاحب نے یہاں فرمایا ہے کہ Smoking Health Ordinance, 2002 کے تحت اس کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس آرڈیننس کے تحت اس کی سزا کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیشے کا حقہ اسی قانون کے تحت آتا ہے جو Prohibition of Smoking and Protection of Non-Smoking Health Ordinance, 2002 ہے، اس کے تحت مختلف سزائیں ہیں۔ اگر پہلی دفعہ کوئی offence کرتا ہے تو پہلی سزا پانچ ہزار روپے جرمانہ اور تین ماہ قید سے شروع ہوتی ہے، پھر دوسری یا تیسری دفعہ کرتا ہے تو اس کی مختلف range ہے۔ اس میں different levels پر different punishments ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ مجھے اس کی تعریف بتائیں کہ یہ بنیادی طور پر کیا چیز ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کے متعلقہ یہ بات نہیں ہے۔ وہ بات سمجھا بھی رہے ہیں، سمجھ بھی رہے ہیں اور ہمیں بھی سمجھ آنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: یہ سارے ہاؤس کا بزنس ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح آپ کی پراپرٹی نہیں بنتی جس طرح آپ بنوا رہی ہیں، جن کا سوال ہے اُن کو جواب لینے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پھر احتجاجاً کھڑی رہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس کی تعریف اس لئے پوچھی تھی کیونکہ درحقیقت یہ شیشے کا حقہ روایتی حقہ نہیں ہے اس میں کوکین سے لے کر ہر قسم کا نشہ استعمال کیا جاتا ہے جسے لوگ پیتے ہیں۔ چونکہ اس کے بارے میں آگاہی نہیں ہے اس لئے منسٹر صاحب نے مجھے سگریٹ کے نشے کی سزا پانچ ہزار روپے اور تین ماہ کی قید بتائی ہے۔ میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس شیشے کے حقے کی آڑ میں لوگ نشہ کر رہے ہیں جس میں ہر قسم کا نشہ استعمال ہوتا ہے اور کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ شیشہ چھوٹے بڑے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس میں کھلے عام استعمال نہیں ہو رہا۔ انہوں نے تو specific places بنائی ہوئی ہیں جہاں پر آج بھی شیشے کا بے جا استعمال ہو رہا ہے۔ باقاعدہ طور پر ان کے menu card چھپے ہوئے ہیں جس میں مختلف قسم کے flavours refer کئے جاتے ہیں اور بتایا یہ جاتا ہے کہ

اس میں صرف تمباکو کی ہلکی سی مقدار استعمال ہوتی ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے لیکن اس کے اندر استعمال ہونے والا سارے کا سارا نشہ دبئی سے آتا ہے اور لوکل استعمال میں نہیں لایا جاتا۔ میں منسٹر صاحب سے request یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے متعلقہ محکمے کو دوبارہ حکم فرمائیں کہ اس کی detail رپورٹ دی جائے اور بتایا جائے کہ اس کے اندر کیا استعمال ہوتا ہے؟ شیشے کی سزا اور تمباکو نوشی کی سزا میں یقیناً زمین آسمان کا فرق ہونا چاہئے کیونکہ نشے میں بھی خاصا فرق ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور/صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم میاں نصیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ درست ہے کہ تمباکو نوشی اس آرڈیننس کے تحت offence ہے لیکن باقی جتنے بھی نشے مثلاً چرس یا ہیروئن ہے تو ان سب کو تمباکو میں ملا کر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ایک آدمی سگریٹ پی رہا ہے تو سگریٹ میں اس نے چرس یا ہیروئن ملائی ہوئی ہے تو پھر اس پر تمباکو نوشی کا ہی جرم لگے گا، اگر وہ اس قسم کا نشہ سگریٹ میں ملاتا ہے یا اپنے پاس رکھتا ہے تو وہ offence اسی وقت تبدیل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے تسلیم کیا ہے کہ اس سے بھی کینسر ہوتا ہے مگر عوام کی ایجوکیشن کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، خاص طور پر یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کوئی campaign نظر نہیں آ رہی۔ اس حوالے سے campaign یونیورسٹیوں اور کالجوں میں چلائی جانی چاہئے کیونکہ زیادہ تر جوان بچے شیشہ پینے جاتے ہیں لہذا میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ اس کی پبلک ایجوکیشن کے لئے محکمہ صحت کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس میں شیشہ نوشی کی بات ہے تو اس میں یہ تو درست ہے کہ اس حوالے سے researches موجود ہیں کہ تمباکو نوشی سے کینسر کا مرض لاحق ہوتا ہے اس کے علاوہ سانس اور گلے کی بیماریاں بھی لاحق ہوتی ہے۔ میں پچھلے سال

سعودی عرب گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر بھی بہت بڑی تعداد میں لوگ ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی کر رہے تھے حالانکہ آپ سعودی عرب میں تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہاں پر کسی آدمی کے پاس چرس ہو یا اس کے پاس ہیروئن ہو اور اگر وہاں پر اس قسم کا کوئی کیس پکڑا جائے تو وہاں پر اتنی سخت سزا ہے کہ اس کو موت کی سزا ملتی ہے اور اس میں کسی آدمی کا بچنا محال ہے۔ وہاں پر بھی بڑی آزادی کے ساتھ لوگ اس کو استعمال کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ اس میں تمباکو یا کس قسم کا مٹیریل استعمال ہوتا ہے؟ اب میں پوری گارنٹی سے تو نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جو مٹیریل استعمال ہوتا ہے وہ واقعی کینسر کا سبب بنتا ہے لیکن prima facie محکمے کی اس وقت تک کی information یہی ہے کہ وہ اس کو تمباکو نوشی کے ساتھ ہی connect کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا سوال اور ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہاسٹلوں یا یونیورسٹیوں میں اس قسم کی چیزیں جو استعمال ہوتی ہیں ان کے بارے میں آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فی الحال شیشہ نوشی کو ہم تمباکو نوشی کی ممانعت کے آرڈیننس کے تحت لے رہے ہیں اگر آپ اس کو کسی drug سے منسلک کریں گے جس طرح میاں نصیر نے فرمایا ہے تو پھر وہ another offence ہو گا۔ باقی تمباکو نوشی وغیرہ کے offence کے لئے قانون بالکل موجود ہے خواہ وہ کسی ہوسٹل میں ہو، ریسٹورنٹ میں ہو یا کسی پارک میں ہو وہ ہر جگہ پر جرم ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بُٹر: جناب سپیکر! میں نے awareness کے بارے میں سوال پوچھا تھا جیسے سگریٹ کی ڈبی پر لکھا ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے تو اس طرح کے اشتہارات اور awareness campaign خاص طور پر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں چلائی جانی چاہئے کیونکہ یہی بچے شیشہ نوشی کرتے ہیں اور کئی لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ شیشہ نوشی بھی تمباکو نوشی کے برابر ہے۔ اس awareness campaign کے لئے محکمہ صحت کیا اقدامات کر رہا ہے، اس کا جواب منسٹر صاحب نے نہیں دیا۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کوئی relevant بات ہوتی ہے تو میں کھڑی ہوتی ہوں اور سنجیدگی سے چلتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) کا جواب بالکل غلط دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تاثر درست نہ ہے کہ شیشہ نوشی لاہور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز و ریسٹورنٹس میں کھلے عام ہو رہی ہے۔ آپ ایم ایم عالم روڈ کے کسی بھی کیفے یا جدید ریسٹورنٹ میں چلے جائیں وہاں پر باقاعدہ menu میں شامل ہے اور نئی نسل کو یہ کہہ کر کہ اس کے اندر نشہ یا تمبا کو نہیں ہے، facilitate کیا جاتا ہے اور انہیں تمباکو نوشی اور دوسرے نشوں کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ یہ ایک serious crime ہے جس کی طرف نئی نسل کو لایا جا رہا ہے۔ اس کے لئے بہت ہی سنجیدگی سے action لینے کی ضرورت ہے اور ہم نے اپنی نئی نسل کو ان چیزوں سے بچانا ہے لہذا اس کے لئے فوری اقدامات ہونے چاہئیں۔ جناب وزیر قانون نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں کیونکہ اس سوال کو دیئے ہوئے بھی کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ غلط جواب دیا جا رہا ہے کہ ہوٹلوں میں اس قسم کا تاثر غلط ہے جبکہ ہر ایک کو پتا ہے کہ یہ ہر جگہ دستیاب ہے۔ اب تو اس کی وباء گھر گھر پھیلتی جا رہی ہے۔ یہ غلط جواب دینے کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ یہ معاشرے کے اس قدر سنجیدہ issues ہیں جس پر ہر ماں باپ پریشان ہے لہذا محکمے کا یہ جواب بالکل غلط ہے اس کے لئے محکمے سے argue کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات فرمائی ہے کہ ایم ایم عالم روڈ کے تمام ریسٹورنٹس یا ہوٹلوں میں شیشہ نوشی ہو رہی ہے تو ان کی بات بالکل درست ہے لیکن محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ بھی بالکل درست ہے۔ محکمے نے یہ بالکل نہیں کہا کہ ایم ایم عالم روڈ پر شیشہ نوشی نہیں ہو رہی بلکہ محکمے نے تو یہ کہا ہے کہ یہ تاثر درست نہ ہے کہ شیشہ نوشی لاہور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس میں ہو رہی ہے۔ ایم ایم عالم روڈ جو پوش ایریا ہے اس حوالے سے محترمہ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ جس طرح اِن سے پہلے محترمہ نے کہا کہ اس کے بارے میں پہلے step کے طور پر awareness مہم چلائی جائے کہ اس سے فلاں فلاں مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں

تاکہ لوگ اس سے آگاہ ہوں اور وہ اس چیز سے رُک جائیں۔ Awareness مہم کے بعد پھر میں سمجھتا ہوں کہ penal action کی term آئے گی۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرے پاس سوالات ہیں اور اس طرح یہ رہ جائیں گے۔ جی، چودھری ظہیر الدین خان!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf (معزز رکن نے چودھری ظہیر الدین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 714 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 714 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر صاحب اس کے جواب کو پڑھ دیں پھر میں اس کو آگے چلاؤں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اچھی طرح سن نہیں سکا کہ انہوں نے on his behalf کہا ہے یا On her behalf کہا ہے؟ یہ سوال صحیح طرح سے take up نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نے his behalf کہا ہے اور میں نے یہ سنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

ٹی ایم اے فیصل آباد میں فوڈ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*714: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد میں کتنے فوڈ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں اور کتنی مدت سے اس عہدہ پر فائز ہیں؟

(ب) ان کی تعیناتی کس بنیاد پر کی گئی؟

(ج) ان فوڈ انسپکٹروں کی آپس میں کیا کیا رشتہ داری ہے، بیان کریں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

ای ڈی او فیصل آباد کی رپورٹ کے مطابق:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے شعبہ ہیلتھ میں اس وقت 8 فوڈ انسپکٹرز اور 2 چیف فوڈ انسپکٹرز اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:-

-1	محمد اصغر، چیف فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
-2	محمد یونس، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
-3	طاہر اقبال، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
-4	منیر احمد، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
-5	زبیر لطیف، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
-6	محمد ارشد، چیف فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
-7	شہزاد ارشد، فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
-8	عبدالقیوم، فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
-9	محمد عارف، فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
-10	ممتاز احمد، فوڈ انسپکٹر	11-07-2008

(ب) ان کی تعیناتی ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر فیصل آباد نے اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کی روک تھام کے لئے پیور فوڈ ایکٹ کے تحت کی ہے۔

(ج) محمد ارشد چیف فوڈ انسپکٹر اور شہزاد فوڈ انسپکٹر کا آپس میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے۔ اس کے علاوہ باقی فوڈ انسپکٹرز کی آپس میں کوئی رشتہ داری نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! معزز وزیر قانون صاحب کا جواب سن کر مجھے لگتا ہے کہ فیصل آباد میں تو پہلے ہی سے 2005 سے good governance چلتی آ رہی ہے جو کہ قابل تحسین بات ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے یہ تعیناتیاں جن کا ذکر کیا ہے کہ آٹھ فوڈ انسپکٹرز اور دو چیف فوڈ انسپکٹرز ہیں ان کا tenure کتنے عرصے کے لئے ہوتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ ڈسٹرکٹ کیڈر کی پوسٹ ہے یعنی انہوں نے اسی ضلع میں رہنا ہوتا ہے اس لئے tenure policy ان پر لاگو نہیں ہوتی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دوسرا میں ان سے یہ بات پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو آٹھ فوڈ انسپکٹرز ہیں یہ ہمیں بتائیں کہ انہوں نے اب تک کتنے ملاوٹ کے cases کو point out کیا ہے اور کتنے لوگوں کو سزائیں ملی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنے سوال کی طرف آئیں اور دیکھیں کہ کیا آپ نے یہ چیزیں سوال میں پوچھی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے یہ بتادیں کہ باپ اور بیٹا دونوں ایک ہی جگہ پر ایک ہی تاریخ کو تعینات کئے گئے ہیں۔ کیا پورے صوبے سے کسی اور نے apply نہیں کیا تھا۔ یہ کس میرٹ کے تحت ہیں، ان کو کتنی درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ یہ تو ان کے سرکاری دستاویز کا حصہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ جز (ج) کی انہوں نے بات کی ہے۔ اس میں پوچھا گیا تھا کہ ان فوڈ انسپکٹروں کی آپس میں کیا کیا رشتہ داری ہے، بیان کریں۔ اگر انہوں نے تعیناتی کے بارے میں سوال کیا ہوتا تو یقیناً اس کا بھی جواب موصول ہوتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر قانون نے میری باتوں کو زیادہ ہی serious لے لیا ہے اس لئے ان کو سمجھ نہیں آرہی۔ میں نے انہی کے سرکاری doucments میں جو لکھا ہوا ہے ان کے رشتہ کے بارے میں، وضاحت پوچھی ہے کہ اوپر جز (الف) تھا اس کا چونکہ وزیر صاحب نے پورا جواب نہیں پڑھا تھا۔ اس میں سیریل نمبر 7 اور سیریل نمبر 8 شہزاد ارشد فوڈ انسپکٹر کو hire کرنے کی تاریخ 30-3-2007 ہے، عبدالقیوم فوڈ انسپکٹر 30-3-2007 اور محمد عارف فوڈ انسپکٹر 30-3-2007 یہ تین تعیناتیاں ایک ہی تاریخ کو ہوئی ہیں، ایک ہی شہر میں ہوئی ہیں، ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں ہوئی ہیں۔ ان تین افراد میں سے دو افراد ایک ہی گھر کے ہیں، ایک ہی خاندان کے ہیں۔ ایک باپ ہے اور ایک بیٹا ہے۔ کیا اس اسامی کے لئے کسی اور نے apply نہیں کیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ تین تعیناتیاں نہیں چار ہیں جو کہ ایک ہی روز میں ہوئی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! چلیں۔ چار ہی صحیح لیکن ان چار میں سے پچاس فیصد کوٹا کیا ایک ہی گھر میں جانا تھا۔ براہ مہربانی! اس کے میرٹ کے بارے میں مجھے آگاہ کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے غالباً سوال تو on his behalf پکار دیا لیکن انہوں نے سوال کو پڑھا نہیں ہے۔ یہ تاریخ تعیناتی نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے پوچھا ہے کہ وہ کب سے اس عہدے پر کام کر رہے ہیں اور یہ وہ تاریخ ہے جس تاریخ سے یہ اس عہدے پر کام کر رہے ہیں۔ تعینات پہلے سے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت پوچھنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں ایک فوڈ انسپکٹر عبدالقیوم ہے۔ پچھلے دنوں ڈی سی او صاحب کی میٹنگ کے دوران اس نے اپنے چیف فوڈ انسپکٹر کو مارا اور اس کو زخمی بھی کیا۔ اس پر ایف آئی آر بھی ہوئی ہے لیکن ابھی یہ دوبارہ بحال ہو کر وہیں کام کر رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس فوڈ انسپکٹر کے خلاف ایف آئی آر درج ہو، اس کی انوسٹی گیشن ہو رہی ہو کیا وہ اس صورت میں اپنی سیٹ پر بحال ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان):: جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی اس بارے میں ایک unified policy ہے کہ اگر کسی ملازم کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج ہو کسی بھی جرم کے تحت وہ خواہ انٹی کرپشن کے تحت ہو یا کسی اور جرم کے تحت ہو تو وہ آدمی جب تک اپنے آپ کو وہاں سے clear نہ کرے تو اسے کسی operational post پر نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر ان انسپکٹرز میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کے خلاف مقدمے زیر سماعت ہیں تو یہ نشاندہی کریں تو میں محکمے کو اس بارے میں direction دوں گا کہ وہ ایسے لوگوں کو ان کے عہدوں سے ہٹائے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہاں پر عبدالقیوم فوڈ انسپکٹر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): ہم آج ہی سیکرٹری فوڈ سے کہہ کر اس کو چیک کر لیتے ہیں۔ آپ بھی تھوڑا سا وقت نکالیں۔ آج ہی وقفہ سوالات کے بعد پتا کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس کے بعد میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد-یوسی 154 کے بنیادی مرکز صحت کے مسائل

*926: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ فیصل آباد ٹھیکریوالہ کی یونین کونسل نمبر 154 میں بنیادی مرکز صحت کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ایک کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بنیادی مرکز صحت سے قیمتی سامان بھی غائب ہے اور ڈاکٹر و عملہ اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضری کے باوجود باقاعدگی سے تنخواہ وصول کر رہا ہے، یہاں پر تعینات ڈاکٹر و عملہ کے نام اور کب سے تعینات ہیں، مکمل تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مرکز صحت کے لئے ادویات اور تعینات عملہ کی تنخواہوں کے لئے فنڈز باقاعدگی سے مختص کئے جاتے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بنیادی مرکز سے قیمتی سامان غائب کرنے، عملہ وڈاکٹر کا ڈیوٹی سے غیر حاضر رہ کر تنخواہ وصول کرنے اور اس مرکز کے لئے مختص فنڈز کی خورد برد کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی اور یہاں نیا عملہ تعینات کر کے اسے دوبارہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ فیصل آباد ٹھیکریوالہ کی یونین کونسل نمبر 154 میں بنیادی مرکز صحت کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ایک کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے البتہ قابل مرمت ضرور ہے اس کی مرمت کا کام سال 2007 میں ہوا تھا اور اب اس بنیادی مرکز صحت کی بلڈنگ کو اپ گریڈ کر کے رورل ہیلتھ سنٹر بنانے کے لئے PC-I منظور ہو چکا ہے اور اس کا ٹینڈر بذریعہ پراونشل بلڈنگ ڈویژن فیصل آباد بحوالہ چٹھی نمبری CB/5458-65 بتاریخ 08-10-08 منظور ہو چکا ہے لیکن ابھی تک مطلوبہ فنڈز جاری نہیں ہوئے امید ہے کہ عنقریب فنڈز دستیاب ہو جائیں گے۔

(ب) یہ درست نہ ہے اس بنیادی مرکز صحت پر تعینات ڈاکٹر ودیگر عملہ باقاعدگی سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

عملہ کے نام وتاریخ تعیناتی درج ذیل ہے۔

1-ڈاکٹر افتخار حسین	17-04-99 (R) MO (R)
2-بشریٰ جبین	01-09-2008 (C) FMO
3-ضیاء الحق	15-02-2006 PRSP (C) Dispenser
4-محمد عدنان	14-06-2005 PRSP (C) Dispenser
5-محمد شفیق	22-02-2007 (R) M.T on Hajj Leave
6-کوکب نازلی	05-07-2001 (R) LHV
7-طالب حسین	06-03-1989 (R) Vaccinator
8-رضیہ پروین	05-05-2006 PRSP (C) Dai
9-زاہدہ بی بی	20-02-2008 (R) Dai
10-محمد مشتاق احمد	15-08-1995 (R) Naib Qasid
11-عابد حسین	21-02-2007 PRSP (R) Naib Qasid
12-گلزار گل	16-03-2006 (R) Chowkidar
13-صائمہ بی بی	11-02-2006 PRSP (C) Sanitary Worker
14-زبیر اقبال	17-08-92 (R) Sanitary Inspector

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ تمام بنیادی مراکز صحت کے لئے ادویات اور ان پر تعینات عملہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ فنڈز مختص کئے جاتے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ وہاں سے کوئی سامان غائب ہوا ہے اور نہ ہی بنیادی مرکز صحت کا عملہ اپنی ڈیوٹی سے غائب رہتا ہے۔اس کے ثبوت میں ماہانہ out door مریضوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

ماہ	مریض
جنوری2008	3615
فروری	3447
مارچ	3626
اپریل	3985
مئی	3359
جون	3635

جولائی	4624
اگست	4360
ستمبر	4186
اکتوبر	4230
نومبر	4484

شہروں اور دیہاتوں میں مچھروں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی روک تھام کے لئے سپرے کرنے کا مسئلہ

*1014: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں محکمہ شہروں اور گاؤں میں مچھروں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی روک تھام کے لئے سپرے کیا کرتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی سالوں سے محکمہ نے سپرے کرنا بند کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپرے کی مد میں اب بھی فنڈز مختص کئے جاتے ہیں تو سالانہ کتنی رقم مختص کی جاتی ہے اور کہاں کہاں خرچ کی جاتی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بیماریوں کی روک تھام کی خاطر دوبارہ سپرے پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) ملیریا اور ڈینگی بخار کے مریضوں کی جہاں تصدیق ہو وہاں ان بیماریوں کو پھیلانے والے مچھروں کو تلف کرنے کے لئے سپرے کیا جاتا ہے اور اس مقصد کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	مختص فنڈ	اضلاع جہاں سپرے کیا گیا
2006-07	2089816روپے	چکوال، میانوالی، ڈی۔جی۔خان، مظفر گڑھ، راجن پور، بہاولپور، بھکر۔
2007-08	2270000روپے	اٹک، چکوال، میانوالی، ڈی۔جی۔خان، جھنگ، لیہ، ملتان، ننکانہ، راولپنڈی، وہاڑی، مظفر گڑھ، راجن پور، بہاولپور

2008-09 3500000روپے علاوہ ازیں ضلع حکومتیں بھی اس مقصد کے لئے فنڈ مختص کرتی ہیں۔

دوسرے تمام اضلاع میں جہاں بیان کردہ بیماریوں کی تصدیق نہ ہوئی ادھر سپرے نہ کیا گیا۔ قومی / صوبائی سپرے پالیسی کے مطابق سپرے کرنے کے لئے 1000 افراد کی آبادی میں پورے سال میں کم از کم دو عدد Falci Parum ملیریا کے مریض ہونا ضروری ہیں۔

(د) حکومت پنجاب متعدی بیماریوں کی روک تھام کے لئے سپرے تسلسل سے کر رہی ہے مگر یہ اوپر بیان کردہ پالیسی کے مطابق صرف ٹارگٹ ایریاز میں کیا جاتا ہے اس سے شاید یہ تاثر پیدا ہوا ہے کہ سپرے نہیں کیا جاتا، جو کہ صحیح نہیں ہے۔ یہ سپرے قومی / صوبائی سپرے پالیسی کے مطابق کیا جاتا ہے۔ (جس کی تفصیل اوپر والے پیرا میں دی گئی ہے)

اخبارات میں ہومیوپیتھک ڈاکٹرز، حکیموں کی جانب سے دوائیوں کے اشتہارات دینے کی تفصیلات

*1018: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام اخبارات خصوصاً اتوار ایڈیشن میگزینز میں مختلف حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کے بڑے بڑے متاثر کن اشتہارات شائع ہوتے ہیں، جن میں اپنی ادویات کے ذریعے بڑی بڑی کامیابیوں کے دعوے کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ صحت نے کبھی ان اشتہاری حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اسناد، قابلیت اور ادویات کو کسی لیبارٹری میں چیک کروایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے صوبہ میں ہر شخص جب چاہے اپنی مرضی سے ادویات بنا کر اشتہارات کے ذریعے فروخت کر سکتا ہے کیا محکمہ صحت اس طرح عام لوگوں کی صحت سے کھیلنے والوں پر کوئی پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈرگز ایکٹ مجریہ 1976 کی دفعہ 24 کے تحت کوئی شخص وفاقی حکومت محکمہ صحت کی اجازت کے بغیر اپنی ادویات اور علاج معالجہ سے متعلقہ تشہیر نہیں کر سکتا۔ اس قانون پر عمل درآمد کروانا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ البتہ صوبائی محکمہ صحت اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً میڈیا کو ہدایات جاری کرتا رہتا ہے۔

(ب) ڈرگز ایکٹ 1976 اور اس کے تحت بنائے گئے rules کے مطابق پنجاب حکومت صرف ایلوپیتھک ادویات اور اس کے متعلقہ معاملات کی جانچ پڑتال کرنے کی مجاز ہے۔ ہومیوپیتھک Ayurvedic ہربل اور یونانی ادویات کی تیاری، معیار کی جانچ پڑتال اور فروخت کو کنٹرول کرنے کے لئے اس وقت کوئی قانون موجود نہیں ہے۔البتہ وفاقی وزارت صحت حکومت پاکستان نے اس سلسلہ میں ایک مسودہ قانون بعنوان ”یونانی۔ایورویدک اینڈ ہومیوپیتھک ایکٹ“ تیار کیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ج) کوئی بھی شخص بغیر لائسنس اور رجسٹریشن کے کوئی ایلوپیتھک ادویات بنانے اور فروخت کرنے کا مجاز نہیں ہے۔البتہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ہومیوپیتھک، ایورویدک اور یونانی ادویات کی تیاری اور فروخت کے لئے فی الوقت کوئی قانون موجود نہ ہے۔البتہ وفاقی حکومت اس سلسلہ میں ایک مسودہ قانون پر کام کر رہی ہے جو کہ ابھی منظوری کے مراحل میں ہے۔

میانی شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے سرکاری ہسپتال میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1077: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میانی شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا سرکاری ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی کب سے خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائنی وارڈ تو موجود ہے مگر گائناکالوجسٹ تعینات نہیں ہے اس کی وجوہات کیا ہیں کب تک گائناکالوجسٹ تعینات کر دی جائے گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چائلڈ سپیشلسٹ کی اسامی بھی خالی ہے اس پر حکومت کب تک ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ہسپتال ہذا میں اس وقت کون کون سی مشینری ہے کیا یہ مشینری ہسپتال کی ضروریات کے مطابق ہے اگر ہاں تو حکومت کب تک مزید مشینری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال ہذا میں ایکسرے مشین تو موجود ہے مگر ایکسرے فلمیں نہیں ہیں کیا حکومت ایکسرے فلمیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اس ہسپتال میں بیڈز اور وہیل چیئر کتنی ہیں کیا یہ اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کے لئے کافی ہیں اگر ناکافی ہیں تو حکومت مزید بیڈز اور وہیل چیئرز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ح) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال ہذا میں گیس نہیں ہے جبکہ ڈیمانڈ نوٹس بھی ادا کر دیا گیا ہے محکمہ گیس لگوانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ط) اس ہسپتال کے کتنے ڈاکٹرز کو کب سے تنخواہوں کی ادائیگی نہیں ہو رہی، تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) میانی شہر کا سرکاری ہسپتال 22 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) 4 اسامیاں ڈاکٹرز کی منظور شدہ ہیں۔ چار اسامیوں میں سے ویمن میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی ہے۔ درخواستیں طلب کی گئی تھیں لیکن کسی بھی امیدوار نے درخواست نہ دی ہے۔

(ج) گائنی وارڈ موجود ہے اور نہ ہی گائناکالوجسٹ کی اسامی موجود ہے۔

(د) چائلڈ سپیشلسٹ کی کوئی اسامی موجود نہ ہے۔

(ہ) 2 عدد ایمبولینس، ڈینٹل یونٹ، ایکسرے پلانٹ اور آپریشن تھیٹر موجود ہیں جو کہ ہسپتال کی ضروریات کے عین مطابق ہیں۔

(و) ایکسرے مشین چالو حالت میں ہے اور فلمیں بھی موجود ہیں۔

(ز) 22 عدد بیڈز موجود ہیں جبکہ وہیل چیئر نہ ہے۔ البتہ سٹریچر موجود ہے۔ وہیل چیئر کی خریداری کے لئے بجٹ نہ تھا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا کو فرنیچر کی خریداری کے لئے سپلیمنٹری گرانٹ میں سے بجٹ مختص کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ بجٹ مختص ہو جانے پر وہیل چیئر خرید کر مہیا کر دی جائے گی۔

(ح) 9-01-07 کو سوئی گیس میٹر کے لئے ڈیمانڈ نوٹس جمع کروا دیا تھا۔ محکمہ سوئی گیس نے ابھی تک میٹر نہیں لگایا۔ محکمہ کو بار بار یاددہانی کروائی جا رہی ہے۔

(ط) تمام ڈاکٹرز کو تنخواہوں کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں انفرادی سطح پر شکایت کی صورت میں ضلعی حکومت سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

سرگودھا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ کی تعمیر

*1095: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی تعمیر کی منظوری سابق حکومت کے دور میں ہوئی تھی؟

(ب) کیا ہسپتال مذکورہ کی عمارت مکمل ہو گئی ہے اگر نہیں تو تعمیر کس مرحلے میں ہے اور کب تک مکمل ہو گی؟

(ج) اگر مذکورہ ہسپتال کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے تو اس پر کتنی لاگت آئی ہے اور ٹھیکہ داروں کے نام کیا ہیں، کیا تعمیر کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے اگر ہاں تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائیں؟

(د) کیا مذکورہ ہسپتال کے لئے عملہ کی تعیناتی ہو گئی ہے، اگر ہاں تو مکمل عملہ کی تفصیل مع نام، گریڈ، عرصہ تعیناتی، تعلیمی قابلیت وغیرہ ایوان کی میز پر رکھی جائے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا عملہ کی تعیناتی میرٹ پر ہوئی ہے اور باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے اگر ہاں تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

(و) کیا کچھ تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھی ہوئی ہیں، ان کی مکمل تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ کی عمارت مکمل ہو گئی ہے اور ایکسیئن صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا نے بذریعہ چٹھی نمبری P7D/706-14699 مورخہ 08-11-3 مذکورہ بلڈنگ کو محکمہ صحت کے حوالے کرنے کے لئے کہا ہے اور ایک ماہ کے اندر اندر یہ محکمہ صحت کے حوالے کر دی جائے گی۔

(ج) عمارت مکمل ہو چکی ہے اور ایکسیئن صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا کے مطابق اب تک 16.043 ملین روپے لاگت آئی ہے۔ ٹھیکیدار سید شبیر رضا نقوی ہے۔ محکمہ تعمیرات سرگودھا کی طرف سے اخبار "خبریں" میں مورخہ 04-11-15 کو اشتہار آیا تھا۔

(د) جی نہیں، کیونکہ عمارت محکمہ صحت کی تحویل میں آنے کے بعد گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ضلعی حکومت حسب ضابطہ حکومت پنجاب کو تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ میں عملہ کی پوسٹیں منظور کرنے کے لئے درخواست کرے گی۔

(ہ) ابھی تک کوئی تعیناتی نہیں ہوئی۔

(و) فی الحال کوئی تقرری نہیں ہوئی۔

موضع ملیار پنڈدادنخان، جہلم کی ڈسپنسری کے مسائل

*1150: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملیار گاؤں تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم میں گورنمنٹ پنجاب کی ڈسپنسری تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کافی عرصہ سے بند ہے اور اس کا سامان غائب ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ملبہ لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت ڈسپنسری کو دوبارہ مرمت کروانے و کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ملیار گاؤں تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم میں واقع ہے اور وہاں پر گورنمنٹ پنجاب کی ڈسپنسری تھی ملیار گاؤں کی آبادی 2016 نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈسپنسری کافی عرصہ تقریباً 1996 سے بند ہے اور اس کا سامان بی ایچ یو کوٹلہ سیداں پر شفٹ کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ڈسپنسری کی بلڈنگ جو 2 کمروں بمعہ برآمدہ پر مشتمل تھی، گر چکی ہے اور اس کا ملبہ پڑا ہوا ہے۔

(د) ملیار گاؤں یونین کونسل احمد آباد تحصیل پنڈدادنخان میں واقع ہے اور اس کی آبادی 2016 نفوس پر مشتمل ہے جبکہ احمد آباد یونین کونسل کی آبادی 17988 ہے اس یونین کونسل میں پہلے ہی دو بی ایچ یوز ہیں۔ گورنمنٹ پالیسی کے مطابق یونین کونسل میں صرف ایک

بی ایچ یو ہوتا ہے جب کہ اس یونین کونسل میں دو بی ایچ یوز ہیں-مزید برآں ملیار گاؤں سے بی ایچ یو کوٹلہ سیداں کا فاصلہ کم و بیش ایک کلو میٹر ہے-اس لئے موجودہ حالات میں گورنمنٹ ڈسپنسری ملیار کو دوبارہ کھولنے کا ارادہ نہیں ہے-

لاہور میں گنگارام ہسپتال کے ڈیلی ویجز ملازمین کے مسائل

*1151: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور میں ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈیلی ویجز ملازمین کو تنخواہ تین تین مہینوں کے بعد ملتی ہے، وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈیلی ویجز ملازمین کی مہینہ وار سیلری ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور میں ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد چھ ہے-

(ب) یہ بات درست نہ ہے بلکہ ڈیلی ویجز ملازمین کی تنخواہیں ان کے کام کے دنوں کے حساب سے باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہیں-

(ج) یہ بات درست نہ ہے بلکہ تمام ڈیلی ویجز ملازمین کو تنخواہ ہر ماہ کی 2تا3 تاریخ ادا کی جاتی ہے-

محکمہ صحت کو کثیر فنڈز کی فراہمی

*1199: ملک جہاں زیب وارن: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال محکمہ صحت کو کثیر رقم بنیادی سہولیات ہیلتھ کی فراہمی کے لئے دے رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کثیر رقم کی فراہمی کے باوجود یہ محکمہ مجموعی طور پر عوام کو ریلیف فراہم نہیں کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال حکومت کی طرف سے فراہم کردہ کثیر رقم خورد برد کی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت کے ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں کے ایمرجنسی وارڈوں میں عملہ موجود نہیں ہوتا ہے؟

(ہ) حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی، ہاں! حکومت اپنے وسائل کے مطابق بنیادی سہولیات ہیلتھ کے لئے رقم فراہم کر رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے محکمہ صحت اپنے وسائل کے مطابق صوبہ بھر میں عوام کو ہر ممکن طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے تندہی سے کام کر رہا ہے تاہم کہیں انتظامی یا مالی مشکلات کی وجہ سے کوئی دقت پیش آتی ہے تو اسے دور کرکے وسائل کے مطابق عوام کو ریلیف پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے حکومت کی طرف سے فراہم کردہ وسائل سے عوام کو ہر ممکن طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں تاہم جہاں کہیں غلط استعمال کے بارے میں معلوم ہوتا ہے تو قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(د) یہ تاثر درست نہ ہے طبی عملہ ہمہ وقت ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے تاہم اگر کوئی شکایت آتی ہے تو قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) موجودہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں سسٹم کو مزید بہتر بنانے کے لئے کثیر جہتی اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے طبی سہولیات کی فراہمی کا نظام بہتر ہو رہا ہے۔

سروسز ہسپتال کی گائنی آؤٹ ڈور میں مریضوں سے ناروا سلوک

*1264: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال گائنی آؤٹ ڈور میں چیک کروانے والی خواتین کو ڈاکٹروں کا گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وومن میڈیکل آفیسر مریض خواتین کو انتہائی غیر تسلی بخش اور غیر مناسب رویہ سے چیک کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائنی آؤٹ ڈور کی خواتین مریضوں کو بلڈ سیمپل، یورن و دیگر ٹیسٹ کے لئے گھنٹوں لمبی قطاروں میں کھڑے ہونا پڑتا ہے عملہ بھی بروقت نہیں آتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر الٹرا ساؤنڈ مشین پر تعینات عملہ، ڈاکٹر انتہائی ناروا سلوک کرتے ہیں نیز الٹرا ساؤنڈ کے لئے پندرہ سے ایک ماہ کی تاریخ دے دیتے ہیں، اسی روز الٹرا ساؤنڈ نہیں کرتے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گائنی آؤٹ ڈور خواتین کے لئے بلڈ سیمپل، الٹرساؤنڈ و دیگر ٹیسٹوں کے لئے علیحدہ کاؤنٹر قائم کرنے، خواتین کو ترجیح دے کر بلڈ ٹیسٹ و دیگر ٹیسٹ اسی روز، بالخصوص الٹرا ساؤنڈ اسی روز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں نیز ڈاکٹر، پرچی عملہ، سیمپل کولیکشن عملہ کی حاضری صبح 8 بجے گائنی آؤٹ ڈور میں یقینی بنائی جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال ہذا کے گائنی آؤٹ ڈور میں چیک اپ کروانے والی خواتین کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس بارے میں ہسپتال انتظامیہ کو کبھی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔ تمام خواتین مریضوں کا تسلی بخش چیک اپ کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں کبھی کوئی شکایت بھی موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ بلڈ سیمپل، یورن اور دیگر ٹیسٹ لینے والا عملہ بروقت نہیں آتا، تمام سٹاف کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے ہسپتال انتظامیہ نے حاضری بذریعہ Thumb Scanner لگانے کا سب کو پابند کیا ہوا ہے اور ان کے کام کی نگرانی کے لئے ایک اے ایم ایس تعینات کیا ہوا ہے۔

(د) الٹرا ساؤنڈ مشین پر تعینات عملہ مریضوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آتا ہے اور آؤٹ ڈور میں چیک اپ کروانے والے مریضوں کا الٹرا ساؤنڈ اسی روز کیا جاتا ہے کسی کو بھی ٹائم نہیں دیا جاتا۔

(ہ) ہسپتال انتظامیہ نے گائنی آؤٹ ڈور خواتین کے لئے لیبارٹری ٹیسٹوں اور الٹرا ساؤنڈ کے لئے علیحدہ علیحدہ عملہ تعینات کیا ہوا ہے اور تمام عملے کی حاضری کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

محکمہ صحت میں مینجمنٹ کیڈر کا قیام

*1267: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت پنجاب میں اس وقت ڈاکٹروں کے جو کیڈر موجود ہیں ان میں سپیشلسٹ کیڈر، ٹیچنگ کیڈر اور جنرل کیڈر شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت محکمہ صحت پنجاب میں ڈاکٹروں کا مینجمنٹ کیڈر نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت ڈاکٹروں کی مختلف تنظیموں اور بین الاقوامی پریکٹس کے مطابق اس کیڈر کی ضرورت ہے؟

(د) کیا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں حکومت پنجاب مینجمنٹ کیڈر پر کام کر رہی ہے اور کب تک اس کیڈر کا اجرا ہو جائے گا اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں-یہ درست ہے-

(ب) جنرل کیڈر کے ڈاکٹر جن کے پاس ڈی پی ایچ اور ایم پی ایچ جیسی انتظامی ڈگریاں ہوتی ہیں وہی انتظامی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں-

(ج) جی ہاں، ویسے تو جنرل کیڈر کے وہ ڈاکٹر جن کے پاس میڈیکل سے متعلق انتظامی ڈگریاں / ڈپلومہ مثلاً ایم پی ایچ یا ڈی پی ایچ وغیرہ ہوتے ہیں وہی انتظامی عہدوں پر تعینات کئے جاتے ہیں اور ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو یہی ایک defacto مینجمنٹ کیڈر ہے- البتہ ایک dedicated مینجمنٹ کیڈر کی تشکیل کا معاملہ بھی آج کل محکمہ صحت میں زیر غور ہے-

(د) یہ تجویز فی الحال زیر غور ہے اور اس کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا لہذا اس stage پر کوئی حتمی رائے نہیں دی جاسکتی-

سروسز ہسپتال ڈاکٹروں کا بروقت ہسپتال نہ پہنچنے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

*1276: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال میں مختلف شعبہ جات میں مریضوں کو چیک اپ کے لئے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے اور چیک کروائے بغیر واپس جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئی بھی ڈاکٹر 10 بجے سے قبل ہسپتال نہیں پہنچتا جو ڈاکٹر ہیں وہ یہ رونا روتے ہیں کہ ڈاکٹر کم اور مریضوں کی تعداد زیادہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کے مختلف شعبہ جات کی 38 پوسٹیں خالی پڑی ہیں جن میں شعبہ میڈیکل کی تعداد 12، Surgery کی تعداد 2، Paeds Medicine کی تعداد 1، Anesthesia کی تعداد 1، Orthopedic کی تعداد 1، Chest Surgery کی تعداد 1، DMC کی تعداد 1، Gastroenterology کی تعداد 1، Infectious Diseases کی تعداد 1، Paeds Surgery کی تعداد 1، اور Cardiology کی تعداد 3 ہے ان تمام خالی پوسٹوں کو پر نہیں کیا جا رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال ہذا کے مختلف شعبہ جات میں مریضوں کو چیک اپ کروانے کے لئے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے تمام شعبہ جات کے جونیئر اور سینئر ڈاکٹر صاحبان مقررہ اوقات میں مریضوں کا چیک اپ کرتے ہیں اور کوئی بھی مریض چیک کروائے بغیر نہیں جاتا۔ اس ضمن میں ہسپتال انتظامیہ کو آج تک کوئی شکائیت موصول نہیں ہوئی۔

(ب) تمام ڈاکٹرز مقررہ وقت پر آؤٹ ڈور آتے ہیں تمام سٹاف کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے ہسپتال انتظامیہ نے حاضری بذریعہ Thumb Scanner لگانے کا سب کو پابند کیا ہوا ہے اور ان کے کام کی نگرانی کے لئے ایک اے ایم ایس اور ڈی ایم ایس تعینات کئے ہوئے ہیں۔

(ج) ہسپتال ہذا کے مختلف شعبہ جات کی خالی پوسٹیں پر کرنے کے لئے اخبارات کے ذریعے درخواستیں مانگی گئی تھیں اور ان پوسٹوں کو پر کرنے کے لئے انٹرویو ہو گئے ہیں اور کچھ عرصہ تک ان پوسٹوں کو پر کر لیا جائے گا۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے جلد ہی ان خالی پوسٹوں کو پر کر لیا جائے گا۔

میو ہسپتال میں ڈاکٹروں کو تنخواہ نہ دینے کا معاملہ

*1277: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس وقت کنگ ایڈورڈ یونیورسٹی کے 30 سے 35 graduates میو ہسپتال میں بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہاؤس جاب کرنے والے ڈاکٹروں کو تنخواہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ صحت کی طرف سے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے graduates کے لئے سو فیصد وظائف کا بندوبست کیا گیا۔یہ درست نہ ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں 30 سے 35 graduates بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف 15 graduates اپنی مرضی اور چوائس کے وارڈز میں کام کر رہے ہیں۔چونکہ جس جگہ پر میرٹ کے مطابق ان گریجوایٹس کو تعینات کیا جاتا ہے وہاں پر یہ کام کرنا نہیں چاہتے اور اپنی رضامندی سے اعزازی ہاؤس جاب کرتے ہیں۔

(ب) چونکہ یہ گریجوایٹ ڈاکٹرز اپنی مرضی کی وارڈ / سپیشلٹی میں تعیناتی چاہتے ہیں لیکن وہاں پر ان کے میرٹ کے مطابق stipend والی سیٹ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو stipend نہیں دیا جاتا۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1282: رانا بابر حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کی ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور شعبہ جات کی تفصیلات بتائیں؟

(د) کتنے ڈاکٹرز کی اسامیاں کب سے کس کس شعبہ کی خالی ہیں، خالی اسامیاں کب پر ہوں گی؟

(ہ) گائناکالوجسٹ کی اسامیاں کتنی ہیں ان پر تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں، کتنے گائناکالوجسٹ کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے؟

(و) گائناکالوجسٹ کی کتنی اسامیاں خالی کیوں پڑی ہیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں ساٹھ بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) اس کی ایمرجنسی دو بیڈز پر مشتمل ہے جبکہ دس بیڈز کی گنجائش باقی ہے۔

(ج) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیلات درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام ڈاکٹر	عہدہ	گریڈ	شعبہ جات
1-	ڈاکٹر نعیم صادق ملی	ایم ایس	19	انچارج ہسپتال
2-	ڈاکٹر طارق عزیز	چلڈرن اسپیشلسٹ	18	چلڈرن وارڈ/آؤٹ ڈور
3-	ڈاکٹر ذوباریہ اسد	گائنی کالوجسٹ	18	شعبہ گائنی، شعبہ امراض نسواں
4-	ڈاکٹر علی سجاد قریشی	آئی سپیشلسٹ	18	شعبہ امراض چشم
5-	ڈاکٹر مشتاق	ایس ایم او	18	شعبہ ٹی بی و جنرل مریضاں
6-	ڈاکٹر عبدالستار	APMO	18	شعبہ ٹی بی و جنرل مریضاں
7-	ڈاکٹر محمد رفیق	APWMO	18	شعبہ جنرل مریضاں
8-	ڈاکٹر شازیہ انور	ڈینٹل سرجن	18	شعبہ دندان سازی
9-	ڈاکٹر شاہد احمد	ایم او	17	شعبہ جنرل مریضاں
10-	ڈاکٹر محمد اکبر	سی ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
11-	ڈاکٹر محمد خالد	سی ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
12-	ڈاکٹر محمد شہباز خان	سی ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
13-	ڈاکٹر جاوید اقبال	ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
14-	ڈاکٹر ارشاد حسین	Anesthetist	18	شعبہ انیستھیٹسٹ، آپریشن تھیٹر
15-	ڈاکٹر بینظیر ساجد	WMO	17	شعبہ امراض نسواں

(د) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	شعبہ جات	کب سے خالی ہے
1-	سرجن	1	شعبہ سرجری	15-11-2007
2-	ریڈیالوجسٹ	1	شعبہ ایکسرے	01-07-2007
3-	پیتھالوجسٹ	1	شعبہ لیبارٹری	01-07-2007
4-	ناک، کان، گلہ اسپیشلسٹ	1	شعبہ ناک کان گلہ	20-09-2008
5-	ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسر	1	شعبہ جنرل مریضاں	01-10-2007
6-	میڈیکل آفیسر	2	شعبہ جنرل مریضاں	01-09-2007
7-	لیڈی ڈاکٹر	2	شعبہ امراض نسواں	16-08-2008

(ہ) گائناکالوجسٹ کی ایک اسامی ہے جس پر ڈاکٹر زوبار یہ اسد تعینات ہے اور اس کا گریڈ 18 ہے اس نے D.G.O کیا ہوا ہے۔گائناکالوجسٹ کو residence پر یکٹس کی اجازت ہے۔

(و) گائناکالوجسٹ کی ایک اسامی ہے جو کہ پر شدہ ہے۔

پی پی۔201، یوسی نمبر 68 میں قائم آر ایچ سی میں سرجری کی سہولت کی فراہمی

*1301: ملک محمد عباس راں: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔201 یونین کونسل نمبر 68 قادر پور راں ملتان میں قائم آر ایچ سی میں سرجری کی سہولت میسر نہ ہے جس کے لئے اہل علاقہ کو دور ہسپتال میں جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رورل ہیلتھ سنٹر کے لئے جو فنڈ مہیا کئے جاتے ہیں وہ قلیل مقدار میں ہیں جبکہ وہاں کی آبادی زیادہ نفوس پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا موجودہ حکومت اس صورت حال میں مذکورہ ہسپتال میں سرجری کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات تفصیل سے بتائی جائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر قادر پور راں، ملتان میں آپریشن تھیٹر کی سہولت موجود ہے جہاں ہر قسم کی مائنر سرجری ہو رہی ہے تاہم سپیشلسٹ سروسز نہ ہونے کے باعث جنرل سرجری کے لئے مریض کو ہائر سیکنڈری لیول کیئر ہسپتال یا ٹریشری کیئر ہسپتال میں ریفر کیا جاتا ہے۔

(ب) جی نہیں، ہسپتال ہذا کی اپ گریڈیشن اور missing facilities مہیا کرنے کے لئے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام اور پنجاب ڈیوالڈ سوشل سروسز پروگرام کے تحت خطیر رقم خرچ کی گئی ہے جس میں عمارت کی تزئین و آرائش، مشینری و آلات، الیکٹرسٹی جنریٹر اور نئی ایمبولینس مہیا کی گئی ہے۔ہسپتال ہذا کو ادویات کی فراہمی کے لئے دوران سال وافر فنڈز موجود ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب ہسپتالوں کو اپ گریڈ کر رہی ہے۔دیہی مراکز صحت کی سطح پر آپریشن تھیٹرز کو فنکشنل کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ضلعی حکومت ملتان نے رورل ہیلتھ سنٹر قادر پور راں پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت وزٹنگ سرجن، گائنی

کالو جسٹ اور انیستھیٹسٹ کی فراہمی کا منصوبہ بنایا ہے جس کے لئے میاں مختار رائے شیخ ویلفیئر ٹرسٹ فنڈز مہیا کرنے پر آمادہ ہے۔

نشتر ہسپتال ملتان میں لیتھوٹریپسی مشین ٹھیک کروانے کا مسئلہ

*1302: ملک محمد عباس راں: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نشتر ہسپتال ملتان میں لیتھوٹریپسی کی مشین عرصہ دراز سے خراب ہے؟

(ب) مذکورہ مشین کی مرمت پر سالانہ کتنا خرچہ آتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ مشین کو فوری طور پر ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائی جائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے یہ مشین 29-04-06 سے خراب ہے۔

(ب) مذکورہ مشین کو ٹھیک کروانے کے لئے متعدد بار اخبار میں اشتہار دیا گیا لیکن متعلقہ فرم جس نے مشین سپلائی کی تھی اس کے علاوہ کسی فرم نے ٹینڈر میں حصہ نہ لیا۔متعلقہ فرم یعنی میسر ریڈی ٹیک لاہور نے مشین کی مرمت، سروس اور سالانہ دیکھ بھال کے لئے -/53500 یورو، جس کی مالیت پاکستانی پیسوں میں تقریباً ساٹھ لاکھ روپے سالانہ بنتی ہے مانگے ہیں۔ مسئلے کے حل کے لئے کیس کو بورڈ آف مینجمنٹ کی میٹنگ مورخہ 5-08-08 میں رکھا گیا۔ بورڈ آف مینجمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس مشین کے حوالے سے ایک مفصل رپورٹ پیش کرے گی جس کی روشنی میں لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

(ج) کمیٹی کے فیصلے کی روشنی میں کیس کو دوبارہ بورڈ آف مینجمنٹ کی اگلی میٹنگ میں بھیجا جائے گا اور اس سلسلے میں جتنے فنڈز کی ضرورت ہو گی حکومت کو آگاہ کر دیا جائے گا یا جو بھی فیصلہ ہو گا اس بارے میں حکومت کو وضاحت کر دی جائے گی۔

راولپنڈی جنرل ہسپتال میں ڈاکٹرز و نرسسز کی کمی

*1326: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی جنرل ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز اور نرسز ہیں اور یہ مطلوبہ تعداد سے کتنے کم ہیں؟
(ب) حکومت کب تک اس ہسپتال میں عملے کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) بینظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی میں ڈاکٹرز کی تعداد 116 ہے اور نرسز کی تعداد 119 ہے مطلوبہ تعداد سے ڈاکٹرز 36 کم ہیں اور نرسز 9 کم ہیں۔
(ب) ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پرنسپل، راولپنڈی میڈیکل کالج اور الائیڈ ہسپتال راولپنڈی نے اشتہار دیا ہے جبکہ چارج نرسوں کی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ایم ایس، بینظیر بھٹو شہید ہسپتال نے اشتہار دیا ہے۔جلد ہی ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

شعبہ گائنی جنرل ہسپتال راولپنڈی، ڈاکٹرز اور مریضوں کے مسائل

*1327: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال راولپنڈی کے گائنی ڈیپارٹمنٹ میں فیڈرل گورنمنٹ کے لئے بھی کمرے مخصوص کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے ڈاکٹرز اور مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟
(ب) کیا حکومت مذکورہ مسئلے کے تدارک کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) بینظیر بھٹو ہسپتال (جنرل ہسپتال) راولپنڈی میں گائنی ڈیپارٹمنٹ میں فیڈرل گورنمنٹ کے لئے کمرے مخصوص نہیں کئے گئے ہیں۔
(ب) ایسا کوئی مسئلہ درپیش نہ ہے۔

بہاول وکٹوریہ ہسپتال کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1337: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟
(ب) یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے اس میں کتنے شعبہ جات اور وارڈز ہیں اور ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ایمرجنسی وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے روزانہ کتنے مریض اس میں علاج کے لئے داخل ہوتے ہیں؟

(د) ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کے لئے کیا کیا سہولیات موجود ہیں؟

(ہ) کیا اس ایمرجنسی میں داخل مریضوں کو فری ادویات اور ٹیسٹ کی سہولیات موجود ہیں؟

(و) ایمرجنسی وارڈ کا روزانہ کا خرچہ کتنا ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال 81 ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے۔

(ب) بہاول وکٹوریہ ہسپتال 1410 بستروں پر مشتمل ہے اور اس میں 29 شعبہ جات / وارڈز ہیں۔ بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	وارڈ کا نام	بستروں کی تعداد
-1	سینہ و طب وارڈ	70
-2	ہڈی وارڈ	88
-3	سرجیکل وارڈ نمبر 1	64
-4	سرجیکل وارڈ نمبر 2	64
-5	سرجیکل وارڈ 3	64
-6	سرجیکل وارڈ نمبر 4	64
-7	طب وارڈ نمبر 1	64
-8	طب وارڈ نمبر 2	64
-9	طب وارڈ نمبر 3	64
-10	طب وارڈ نمبر 4	64
-11	گائنی وارڈ نمبر 1	64
-12	گائنی وارڈ نمبر 2	64
-13	ڈائلیسز یونٹ	12
-14	ناک، کان، گلہ وارڈ	40
-15	انتہائی نگہداشت وارڈ	07
-16	امراض دل وارڈ	32
-17	گردہ وارڈ	50
-18	دماغی امراض مخصوصہ وارڈ	50
-19	شعبہ اطفال نمبر 1	70
-20	شعبہ اطفال نمبر 2	46

-21	تھیلیسیمایونٹ	12
-22	ناک،کان،گلہ وارڈ سائیڈ روم	21
23	شعبہ امراض چشم نمبر1	32
-24	شعبہ امراض چشم نمبر2	32
-25	بچہ سرجری وارڈ	50
-26	جلد وارڈ	10
-27	شعبہ نفسیات وانسداد منشیات	38
-28	پلاسٹک سرجری	10
-29	ایکسیڈنٹ وایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ	100
	ٹوٹل	1410

(ج) ایمرجنسی وارڈ100 بستروں پر مشتمل ہے اور اس میں روزانہ تقریباً1600 سے 1800 تک مریض علاج ومعالجہ کے لئے داخل ہوتے ہیں۔

(د) شعبہ ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو درج ذیل سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں:-
تمام ادویات کی مفت فراہمی مفت ای سی جی کی سہولت، مفت ایکسرے اور سی ٹی سکین، مفت لیبارٹری ٹیسٹوں کی سہولت شدید زخمی مریضوں کے لئے ICU جس میں وینٹیلیٹر کی سہولیت میڈیکولیگل کی سہولت، مفت ایمبولینس، ایمرجنسی آپریشن تھیٹر۔

(ہ) جی ہاں، ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کے لئے تمام ادویات اور ٹیسٹوں کی فری سہولیات موجود ہیں۔

(و) ایمرجنسی وارڈ کا روزانہ کا خرچہ تقریباً-/172000 روپے ہے۔

پی پی-279 بہاولنگر میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*1343: رانا عبدالروف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-279 بہاولنگر میں کل کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز ہیں، ان کی تعداد اور مقام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا متذکرہ بالا تمام بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہے، اگر نہیں تو کون کون سے ایسے بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز ہیں، جن میں ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل سٹاف نہیں ہے؟

(ج) جن بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز میں ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں موجود ہیں، کیا حکومت ان کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی پی-279 بہاولنگر میں ایک آر ایچ سنٹر ڈونگہ بونگہ کے مقام پر واقع ہے جبکہ بی ایچ یوز کی تعداد سات ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- بی ایچ یو-ملک پورہ
2- بی ایچ یو-کوٹ ہیمراج
3- بی ایچ یو-سونڈھا
4- بی ایچ یو-گلاب علی
5- بی ایچ یو-راجووالہ
6- بی ایچ یو-فتح کوٹ
7- بی ایچ یو-رام پورہ۔

(ب) متذکرہ بالا آر ایچ سی اور بی ایچ یوز میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آر ایچ سی ڈونگہ بونگہ میں ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام اسامی	منظور شدہ تعداد	پر شدہ تعداد	خالی
ڈاکٹرز	4	4	—
نرسز	6	6	—
پیرامیڈیکس	25	23	2

بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سنٹر	نام اسامی	منظور شدہ	پر شدہ	خالی
1	بی ایچ یو-ملک پورہ	ڈاکٹر	1	1	—
		پیرامیڈیکس	5	5	—
2	بی ایچ یو-کوٹ ہیمراج	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	1
3	بی ایچ یو-سونڈھا	ڈاکٹر	1	1	—
		پیرامیڈیکس	5	5	—
4	بی ایچ یو-گلاب علی	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—

5	بی ایچ یو۔راجووالہ	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—
6	بی ایچ یو۔فتح کوٹ	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—
7	بی ایچ یو۔رام پورہ	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—

(ج) جی ہاں! گورنمنٹ آف پنجاب، محکمہ صحت کی ہدایات کے مطابق خالی اسامیوں پر تعیناتی کے لئے بھرتی اشتہار روز نامہ "خبریں" میں مورخہ 10۔مئی اور 17۔مئی 2009 کو دیا گیا ہے جس پر انٹرویو بالترتیب 09-06-15 اور 09-06-16 کو ہوں گے اور جلد ہی پیرامیڈیکس کی خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کو تقرری نامے جاری کر دیئے جائیں گے چونکہ ڈاکٹروں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا سلسلہ فی الحال بند کر دیا گیا اسی لئے ان کی مزید بھرتی اب بذریعہ PPSC ریگولر بنیادوں پر کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1344: رانا عبدالرؤف: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل کتنے RHCs ہیں تحصیل وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) ضلع بہاولنگر کے RHCs میں ڈاکٹرز و دیگر پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیوں پر ڈاکٹرز و دیگر عملہ کام کر رہا ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا حکومت متذکرہ بالا RHCs میں خالی اسامیوں کو فوری پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل 10 RHCs ہیں تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	تحصیل	نام آر ایچ سیز
-1	بہاولنگر	آر ایچ سی، ڈونگہ بونگہ، مدرسہ
-2	چشتیاں	آر ایچ سی، 6 گجیانی، ڈاہرانوالہ، شہر فرید
-3	ہارون آباد	آر ایچ سی، فقیر والی
-4	فورٹ عباس	آر ایچ سی، کھچی والہ، مروٹ
-5	منچن آباد	آر ایچ سی، میکلوڈ گنج، منڈی صادق گنج

(ب) ضلع بہاولنگر کے RHCs کے ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	منظور شدہ	پر شدہ	خالی اسامیاں
-1	ڈاکٹرز	40	24	16
-2	نرسز	60	31	29
-3	پیرامیڈیکس	234	248	86

(ج) گورنمنٹ آف دی پنجاب محکمہ صحت کی ہدایت کے مطابق ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی بھرتی واک ان انٹرویو کے تحت ہر ماہ کی جارہی ہے اور جلد از جلد خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جھنگ، چک نمبر 262 کوٹ بھوجوآنہ کی ڈسپنسری کو اپ گریڈ کرنے کا معاملہ

*1352: جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 262 کوٹ بھوجوآنہ تحصیل و ضلع جھنگ میں کم از کم عرصہ 50 سال سے ڈسپنسری قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ڈسپنسری سے کم از کم دس بڑے گاؤں اور باقی چھوٹی آبادیاں مستفید ہوتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 56 میں صرف یہی ڈسپنسری ہے اور اس میں کوئی BHU موجود نہیں ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ڈسپنسری کو اپ گریڈ کر کے اسے BHU کا درجہ دے کر اس میں ڈاکٹر اور باقی عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے-1952 میں چک نمبر 262 کوٹ بھوجوآنہ میں ڈسپنسری قائم کی گئی تھی اور 1962 میں رورل ہیلتھ سنٹر موچیوالا بننے کے بعد اسے سب ہیلتھ سنٹر چک نمبر 262 بنا دیا گیا جو اب تک قائم ہے۔

(ب) درست نہ ہے-اس سے پانچ بڑے گاؤں اور باقی چھوٹی آبادیاں مستفید ہوتی ہیں اور تقریباً 6000 لوگ فائدہ اٹھارہے ہیں-

(ج) یہ درست ہے کہ اس میں کوئی BHU موجود نہ ہے لیکن اس یونین کونسل 56 میں RHC کھیانہ اور رورل ڈسپنسری ناصرآباد موجود ہے-

(د) نہیں- کیونکہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک ہیلتھ سنٹر BHU/RHC ہونا چاہئے اور اس یونین کونسل میں ایک RHC کھیانہ، رورل ڈسپنسری ناصرآباد اور سب ہیلتھ سنٹر چک نمبر 262 قائم ہیں اور یہاں 5 سے 10 کلومیٹر کے دائرے میں 5 طبی سہولیات کے درج ذیل مراکز صحت موجود ہیں-RHC کھیانہ، بی ایچ یو شیخ جوہڑ، BHU چک نمبر 220 رورل ڈسپنسری ناصرآباد، سب ہیلتھ سنٹر چک نمبر 262

ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1355: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ایمرجنسی وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس ہسپتال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈوار اور اسامی وار فراہم کریں؟

(د) کتنی اسامیوں پر ڈاکٹر تعینات ہیں اور کتنی اور کس کس شعبہ میں ڈاکٹرز کی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(و) اس ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈز میں کون کون سی طبی مشینری موجود ہے؟

(ز) ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو کیا کیا فوری امداد فراہم کی جاتی ہے اور کون کون سی ادویات فراہم کرنے کی سہولت ہے؟

(ح) حکومت اس ہسپتال میں پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت آئندہ کیا سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھلوال 60 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) ایمرجنسی میں چار بیڈز ہیں دو برائے مرد، دو برائے خواتین

(ج) ہسپتال ہذا میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) (I) 14 عدد اسامیوں پر ڈاکٹرز تعینات ہیں۔

(II) 3 عدد W.M.O

4- عدد M.O

1 عدد پیتھالوجسٹ

1 عدد فزیشن اور دو عدد APMO کی اسامیاں پچھلے چھ ماہ سے خالی ہیں۔

(ہ) بھرتی کا پراسیس شروع کیا جا رہا ہے اور جلد ہی خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

(و) ڈریسنگ ٹرالی، آکسیجن سلنڈر، انکوبیٹر سکرپمپ، الٹراساؤنڈ اور E.C.G مشین موجود ہے۔

(ز) ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو ضروری ابتدائی طبی امداد فراہم کی جاتی ہے اور تقریباً ضرورت کی ادویات بھی فراہم کی جا رہی ہیں۔

(ح) PHSRP پروگرام کے اگلے تین سالہ منصوبے کے لئے ایمرجنسی آپریشن تھیٹر کے آلات کی لسٹ پراونشل پروگرام کوآرڈینیشن National Maternal Newborn & Child Health (MNCH)Programmer ,Punjab بجھوائی جا چکی ہے اور جلد ہی یعنی مالی سال 09-2008 کے دوران ہی سامان مل جائے گا۔

مرادآباد مظفر گڑھ میں بی ایچ یو کو اپ گریڈ کرنے کا معاملہ

*1363: مہر ارشاد احمد خان سیال: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق پورے پنجاب کی ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک آر ایچ سی کا قیام لازمی ہوگا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل مرادآباد ضلع مظفر گڑھ میں کوئی آر ایچ سی نہیں ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونین کونسل کے بی ایچ یو کو اپ گریڈ کر کے آر ایچ سی کا درجہ دینا چاہتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک BHU کا قیام لازمی ہے۔آر ایچ سی دیہی ترقیاتی مرکز / تھانہ کی سطح پر قائم کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یونین کونسل مراد آباد میں کوئی آر ایچ سی نہ ہے کیونکہ آر ایچ سی ہر یونین کونسل میں قائم نہیں کیا جاتا بلکہ ہر یونین کونسل میں بی ایچ یو قائم کیا جاتا ہے اور بی ایچ یو مراد آباد میں کام کر رہا ہے۔

(ج) بی ایچ یو مراد آباد کو آر ایچ سی اپ گریڈ کرنا مناسب نہ ہے کیونکہ آر ایچ سی دیہی ترقیاتی مرکز / تھانہ کی سطح پر قائم کئے جاتے ہیں۔موضع مراد آباد، دیہی ترقیاتی مرکز کا درجہ نہ رکھتا ہے اور نہ ہی وہاں پر تھانہ قائم ہے۔

ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ کی اپ گریڈیشن

*1369: مہر ارشاد احمد خان سیال: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کی آبادی تقریباً 35 لاکھ افراد پر مشتمل ہے جبکہ ضلعی ہسپتال صرف 150 بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کی آبادی 25 لاکھ ہے لیکن وہاں کا ضلعی ہسپتال 500 بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آبادی کے لحاظ سے ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ کو بھی اپ گریڈ کر کے 500 بیڈز کا کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں، نیز کیا حکومت باقی اضلاع کی طرح ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ میں بھی ٹراما سنٹر کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کی آبادی تقریباً 35 لاکھ ہے تاہم یہ درست نہ ہے کہ ضلعی ہسپتال کے بیڈز کی تعداد 150 ہے بلکہ ضلعی ہسپتال کے بیڈز کی تعداد 236 ہے۔

(ب) ڈیرہ غازی خان کی آبادی تقریباً 21 لاکھ ہے تاہم حکومت ڈیرہ غازی خان ہسپتال کو اپ گریڈ کر کے 500 بستروں پر مشتمل ہسپتال تعمیر کر رہی ہے کیونکہ ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج کی تعمیر کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے جس کے قیام کے لئے کم از کم 500 بستروں پر مشتمل ہسپتال ضروری شرط ہے۔

(ج) حکومت ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ کو اپ گریڈ کر کے 500 بیڈز کا کرنے کا تا حال کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے نیز فی الوقت ٹراما سنٹر کے قیام کی کوئی تجویز یا سکیم زیر غور نہ ہے۔

فیصل آباد کے ہسپتالوں میں برن یونٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1380: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے کون کون سے سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹس موجود ہیں ان میں بستروں کی تعداد کیا ہے ہر ہسپتال کی علیحدہ فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کے داخلے کی اوسط تعداد کیا ہے نیز جلے ہوئے مریضوں کو علاج کے حوالے سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں:-

(i) برن وارڈ 1999 میں قائم کیا گیا۔

(ii) مختص شدہ بستروں کی تعداد 12 ہے۔

(iii) 55 بستروں پر محیط نیا برن یونٹ زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل دسمبر 2009 میں متوقع ہے۔

(ب) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں:-

(i) سالانہ اوسط برن مریضاں 350 تا 400 ہے۔

(ii) تمام ادویات کی سہولیات برائے شعبہ بیرونی، اندرونی اور آپریشن میں استعمال ہونے والی ادویات گورنمنٹ کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق فراہم کی جا رہی ہیں۔

فیصل آباد میں پیپلز فارمیسیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1381: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1973 اور پھر 1993 میں قائم کی گئیں پیپلز فارمیسیز پنجاب میں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ حکومتی اداروں کے طور پر چلائی جارہی ہیں یا انہیں ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتالوں کے اندر یا باہر موجود یہ فارمیسیز ادویات پر رعائت نہیں دے رہی ہیں، اگر ہاں تو کیوں؟

(د) ٹھیکے پر دی گئی فارمیسیز کن شرائط پر پرائیویٹ اداروں / دکانداروں یا افراد کے حوالے کی گئیں؟

(ہ) فیصل آباد میں کتنی اور کہاں کہاں پر یہ فارمیسیز کام کر رہی ہیں اور انہیں کون چلا رہا ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ فارمیکس فیئر پرائس شاپ (Pharmax Fair Price Shop) کے نام سے 19-03-95 سے سیکرٹری ہیلتھ گورنمنٹ آف پنجاب اور متعلقہ کمپنی کے مابین معاہدہ کے تحت صرف شیخوپورہ، میانوالی، منڈی بہاؤالدین، جہلم، سرگودھا، گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے اضلاع میں کام کر رہی ہیں۔

(ب) یہ حکومتی اداروں کے طور پر نہیں چلائی جارہیں بلکہ ان کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔

(ج) مریضوں کو ڈسکاؤنٹ پر ادویات فراہم کر رہی ہیں۔ نیشنل کمپنی کی ادویات پر 15 فیصد ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ادویات پر 10 فیصد اور امپورٹڈ ادویات پر 5 فیصد رعائت دی جاتی ہے۔

(د) مریضوں کی فلاح اور سہولت کے لئے ان شرائط پر پرائیویٹ اداروں کے حوالے کی گئی 24 گھنٹے سروس، معیاری ادویات کی فراہمی ڈسکاؤنٹ ریٹ پر اور کوالیفائیڈ فارماسسٹ کی زیر نگرانی ادویات کی فروخت۔

(ہ) فیصل آباد میں پیپلز فارمیسیز کے نام سے کوئی فارمیسی کام نہیں کر رہی ہے۔

فیصل آباد کے ہسپتالوں میں ٹراما سنٹرز کا قیام

*1383: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے سرکاری ہسپتالوں میں کتنے ٹراما سنٹرز کب سے کام کر رہے ہیں اور ان پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں صرف الائیڈ ہسپتال میں ہی ٹراما سنٹر ہے اگر ہاں تو ڈی ایچ کیو ہسپتال اور دوسرے ہسپتالوں میں یہ سنٹر قائم کرنے کا کوئی ارادہ ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت فیصل آباد میں مندرجہ ذیل دو ٹراما سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

ہسپتال کا نام	تاریخ اجراء	لاگت
الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	2004	80.0 ملین
ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد	2008	64.0 ملین

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں بھی اگست 2008 سے ٹراما سنٹر کام کر رہا ہے۔ جہاں تک دوسرے ہسپتالوں میں ٹراما سنٹرز کے قیام کا مسئلہ ہے اس کے لئے حکومت مرحلہ وار منصوبہ رکھتی ہے۔

حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد میں ڈسپنسریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1389: محترمہ افشاں فاروق: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد میں میڈیکل ڈسپنسریز کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میڈیکل ڈسپنسریز میں مناسب سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل 198 اور 199 نشاط آباد محلہ گارڈن، حیدر آباد اور گردونواح کی آبادی میں کوئی میڈیکل ڈسپنسری نہ ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ یونین کونسلوں کی آبادیوں میں بھی ڈسپنسری قائم کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد میں 5 میڈیکل ڈسپنسریاں موجود ہیں جن کے نام مع جگہ درج ذیل ہیں:۔

1- گورنمنٹ ڈسپنسری علی ٹاؤن
2- گورنمنٹ ڈسپنسری حاجی آباد
3- گورنمنٹ ڈسپنسری نورپور
4- گورنمنٹ ڈسپنسری نورالامین کالونی
5- گورنمنٹ ڈسپنسری سید آباد

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ ان تمام ڈسپنسریوں میں معمول کے علاج معالجہ کی بہتر سہولیات میسر ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔محلہ نشاط آباد / محلہ گارڈن کے ساتھ ریلوے لائن کے دوسری طرف ملحقہ ٹاؤنز یعنی امین ٹاؤن میں اور حیدر آباد کے ساتھ حاجی آباد (اشرف آباد) میں ڈسپنسریاں موجود ہیں۔

(د) حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد سٹی ایریا ہے اس حلقہ میں

(i) الائیڈ ہسپتال (ٹیچنگ ہسپتال) فیصل آباد
(ii) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال فیصل آباد
(iii) اس کے علاوہ شہر میں ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر لیول کا ہسپتال غلام محمد آباد ہے۔
(iv) گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے شہری یونین کونسلز میں ڈسپنسریز بنانے کا کوئی پیمانہ (yard stick) مقرر نہ کیا گیا ہے اس لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے کہ شہری علاقہ میں ہر یونین کونسل میں ڈسپنسری بنائی جائے۔کیونکہ شہری علاقہ میں آبادی گنجان ہے۔ہر ایک شہری یونین کونسل کا رقبہ ایک دیہاتی یونین کونسل سے بہت کم ہے۔ زیادہ تر سڑکیں پختہ ہیں مواصلات اور نقل و حرکت کے بہتر ذرائع ہیں اور ملحقہ یونین کونسل یا نزدیکی یونین کونسل جہاں ہیلتھ کی ڈسپنسری یا اس سے بڑی سرکاری سہولت موجود ہے کا فاصلہ بہت ہی کم ہے اور وہاں تک آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔اس طرح اس حلقہ میں صحت کی سہولیات وافر تعداد میں موجود ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! چونکہ میری باری تھی براہ مہربانی! اس کو pending کر لیں۔ میرا سوال نمبر 926 ہے اور اس کا جواب غلط ہے اس لئے اس کو pending کر لیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ pending نہیں ہو سکتا۔

محترمہ انجم صفدر: میں نے پہلے بھی ایک سوال دیا تھا اس کا جواب بھی محکمہ نے غلط دیا تھا اور اب اس سوال کا جواب بھی غلط دیا گیا ہے۔ یہ محکمانہ غفلت ہے۔ براہ مہربانی! میرے سوال کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ محکمے کے خلاف لکھ کر دے دیں اس کے خلاف ایکشن لیں گے لیکن یہ سوال pending نہیں ہو گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے بھی دو سوال ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1196 ہے۔ اس کا یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا جبکہ مجھے یہ سوال بھیجے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ لکھ کر بھیج دینا کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ آ جائے گا۔ ہم نے ان کو وقت دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ایک request کرنی ہے اور تمام ہاؤس میری اس بات کی تائید بھی کرے گا کہ وقفہ سوالات کو بڑھایا جائے۔ ایک گھنٹہ بہت کم ہے ہم اپنے سوالات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: اس طرح سپیکر وقت نہیں بڑھا سکتا اس کے لئے ترمیم لانا ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ کل جو باقی بزنس رہ گیا تھا اور جب rules معطل کرنے کی قرارداد آئی تھی جسے رانا صاحب نے پیش کیا تھا اور میں پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران اذان ہو گئی۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس لئے حکومت کا بزنس نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ گورنمنٹ کا بزنس تو نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ government business ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں یہ تو اتر تھا۔

(حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر نہ، نہ پکارنے لگے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل بھی جب میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کل آپ نے پیش کر دی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ rules معطل کرنے کی قرارداد تھی اور آپ question put کر رہے تھے۔ آج بھی اسی صورت قرارداد پیش ہو گی جب rules معطل ہوں گے۔ آج آپ question put کریں اور House اجازت دے گا تو یہ پیش ہو جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک پارٹی کی طرف سے قرارداد ہے اور وہ بھی rules معطل کر کے آپ نے allow کرنی ہے اور Its your prerogative یہ command کر رہے ہیں۔ انہیں command نہیں کرنی چاہئے۔ یہ government business نہیں ہے بلکہ یہ قرارداد ایک پارٹی کی طرف سے ہے۔ یہ اس طرح trap نہیں کر سکتے۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کہ یہ government business ہے۔ rules آپ نے معطل کرنے ہیں کہ قرارداد پیش ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ایسا ہوا تو rules معطل کر کے آپ ہمیں بھی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میری بات سنیں میں نے rules آج معطل نہیں کئے بلکہ کل کئے تھے۔ میں نے اس کی کل اجازت دے دی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم اپوزیشن اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ اگر تشریف رکھیں اور میری بات سنیں کہ یہ rules معطل کرنے کی تحریک جو کل پیش ہوئی تھی اور ابھی آپ نے question put نہیں کیا۔ اب آپ نے question put کرنا ہے تو معزز ممبران اس تحریک کو oppose کر سکتے ہیں اور اس پر بات کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جب میں یہ resolution پڑھوں گا تو یہ اسے بھی oppose کر سکتے ہیں اور اپنا اظہار خیال کر سکتے ہیں اور پھر اس کے بعد ووٹنگ ہونی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ neutral ہو کر ان کے لئے rules معطل کر رہے ہیں تو ہمارے لئے بھی rules معطل کئے جائیں کیونکہ ہم بھی کیری لوگر بل پر rules معطل کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ لغاری صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب rules معطل نہیں کرتے بلکہ یہ ایوان نے کرنے ہیں۔ اگر ان کے لئے بھی ہو جائے تو پھر ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ہمیں بھی rules معطل کر کے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: کس حوالے سے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیری لوگر بل کے حوالے سے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اس کی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی لہذا آپ اپنی نشست پر تشریف لے جائیں اور میرے پاس مت آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے custodian ہیں اور میرے بزرگ ہیں اس لئے میں بصد احترام آپ سے request کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ میرا کیا احترام کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں چلی جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: جب میں نے کل انہیں اجازت دی اور انہوں نے پڑھ دی اور اس کی repetition میری طرف سے ہونی تھی کہ اسی دوران انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ہماری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں سنوں گا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آج اگر یہ tradition شروع ہونی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بھی government business لیا جائے گا اور اس میں rules relax کرنے ہیں تو ایسا کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آج میں نے rules relax نہیں کئے۔ یہ غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل کے دن کے ساتھ ہی کل کا business بھی ختم ہو گیا تھا اور ہم یہی گزارش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل حکومت کے نمائندوں نے اس پر عدم اعتماد کیا اور displeasure دیا اب کوئی pressurize کر کے یا کسی اور طریقے سے ان کو اگر یہاں اکٹھا کیا گیا ہے تو اس کے لئے آپ کی کرسی کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہئے۔ ہم کیری لوگر بل کی مذمت کے لئے ایک قرارداد لانا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی سب سے پہلے rules relax کرانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سنیں گے ؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، جناب!

(اس مرحلہ پر میجر (ر) عبدالرحمن رانا rules پڑھنے لگے
تو حزب اختلاف کی طرف سے کئی اراکین کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور میں بات کرنے لگا ہوں۔ اگر rules کی ضرورت پڑے گی تو آپ کا مؤقف سنا جائے گا۔ آپ ایوان کے تقدس کو برقرار رکھیں۔ چودھری صاحب! بات یہ ہے کہ کل پہلے انہوں نے rules suspension کے لئے پڑھ دیا تھا۔ میری طرف سے انہیں اجازت ہو گئی تھی اور انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اسے repeat کرنا تھا اور میری repetition جاری تھی کہ اسی دوران اذان کا وقفہ آ گیا۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نہیں نہیں، یہ بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب میں بات کر رہا ہوں تو آپ cross talk شروع کر دیں میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا اور یہ برداشت بھی نہیں ہوگا۔ This is not good آج ہم نے اجازت نہیں دی بلکہ یہ اجازت کل دی تھی اور میں اسے پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران اذان ہو گئی اور پھر اذان کے بعد محترمہ نے کورم کی نشاندہی کی۔ کورم پورا نہ ہو سکا اور میں نے اسے کل کے لئے adjourn کیا تھا۔ میں آج اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے کل adjourn نہیں conclude کر دیا تھا اور آپ نے pending فرمانے کا جو ریکارڈ پڑھا ہے تو اگر آپ نے pending کیا تھا تو پھر اس پر بات کی جا سکتی ہے لیکن کل کا business conclude ہو گیا تھا تو پھر آج یہ نہیں ہو سکتا۔ ویسے آپ چونکہ اس ایوان کے custodian ہیں اور آپ کے اختیارات میں ہے۔ اگر کل conclude ہو گیا تھا تو پھر آج اسے اجازت نہ دیں اور ویسے میں کل یہاں موجود تھا اور آپ نے اسے pending نہیں فرمایا تھا۔ آپ نے کل کا House conclude کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔ مورخہ 12-اکتوبر کو نامکمل رہ جانے والی قرارداد۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

چودھری صاحب کو نہیں جانا چاہئے۔ اپوزیشن والے بہنوں اور بھائیو! بات سنیں، ادھر بیٹھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ آمریت کی پیداوار تھے اور آج انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ واقعی مشرف کی باقیات ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کے اندر جمہوریت کی بالادستی ہو۔ آج اگر پاکستان کے حالات ایسے ہیں اور جو خودکش حملے ہو رہے ہیں۔۔۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کا یہاں ہونا ضروری ہوتا ہے اس لئے میں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، قریشی صاحب، راجہ صاحب اور رائے شاہ جہاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ حضرات اپوزیشن والوں کو منا کر لائیں، اب ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔ مورخہ 12-اکتوبر کو نامکمل رہ جانے والی قرارداد کی باقی ماندہ کارروائی کے دوران وزیر قانون رانا ثناء اللہ

خان نے ایک قرارداد اور قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کی تھی۔ جب میں نے اس کو دہرایا تو سوال put کرنے سے قبل کورم کی نشاندہی ہوگئی تھی اور کورم پورا نہ ہونے کی بناء پر اجلاس ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اب ہم اس کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم دفاع جمہوریت کے حوالہ سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

قرارداد

فوجی آمر کی جانب سے جمہوریت پر شب خون مارنے کی پُرزور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان یوم دفاع جمہوریت کی مناسبت سے مورخہ 12-اکتوبر 1999 کو جمہوریت پر مارے جانے والے شب خون کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ فوجی آمریت کبھی بھی جمہوریت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آمریت کے دور میں ملک دولخت ہوتا ہے، جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور اکبر بگٹی جیسے عوامی لیڈر شہید کئے جاتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جیسے مقبول لیڈر ملک بدر کئے جاتے ہیں اور دہشت گردی پروان چڑھتی ہے جبکہ جمہوری دور میں ملک کو متفقہ آئین ملتا ہے، پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی پاور کا درجہ پاتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مربوط جدوجہد ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان اس عزم کا بھی عہد کرتا ہے کہ سیاسی اداروں کو مضبوط بنایا جائے گا اور آمریت کو کسی بھی شکل میں کبھی بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان یوم دفاع جمہوریت کی مناسبت سے مورخہ 12-اکتوبر 1999 کو جمہوریت پر مارے جانے والے شب خون کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ فوجی آمریت کبھی بھی جمہوریت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آمریت کے دور میں ملک دولخت ہوتا ہے، جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور اکبر بگٹی جیسے عوامی لیڈر شہید کئے جاتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جیسے مقبول لیڈر ملک بدر کئے جاتے ہیں اور دہشت گردی پروان چڑھتی ہے جبکہ جمہوری دور میں ملک کو متفقہ آئین ملتا ہے، پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی پاور کا درجہ پاتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مربوط جدوجہد ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان اس عزم کا بھی عہد کرتا ہے کہ سیاسی اداروں کو مضبوط بنایا جائے گا اور آمریت کو کسی بھی شکل میں کبھی بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔"

اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں ہوئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان یوم دفاع جمہوریت کی مناسبت سے مورخہ 12-اکتوبر 1999 کو جمہوریت پر مارے جانے والے شب خون کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ فوجی آمریت کبھی بھی جمہوریت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آمریت کے دور میں ملک دولخت ہوتا ہے جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور اکبر بگٹی جیسے عوامی لیڈر شہید کئے جاتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جیسے مقبول لیڈر ملک بدر کئے جاتے ہیں اور دہشت گردی پروان چڑھتی ہے۔ جبکہ جمہوری دور میں ملک کو متفقہ آئین ملتا ہے، پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی پاور کا درجہ پاتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مربوط جدوجہد ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان اس عزم کا بھی عہد کرتا

ہے کہ سیاسی اداروں کو مضبوط بنایا جائے گا اور آمریت کو کسی بھی شکل میں کبھی بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ 12-اکتوبر جو کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسا سیاہ دن تھا جس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف کی دو تہائی اکثریت کو رات کی سیاہی میں شب خون مارتے ہوئے اس ملک کے آمر اور ڈکٹیٹر نے میاں محمد نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی دو تہائی اکثریت کو شب خون مارتے ہوئے cannonade کیا تھا میری اس ایوان سے استدعا ہے کہ اس پر مقدمہ چلا کر اسے پھانسی دی جائے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج اس ملک سے جب آمر اور ڈکٹیٹر کا خاتمہ ہونے کو ہے تو ان کی باقیات کا بھی قلع قمع ہونا چاہئے۔ میری اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ آج یہاں ایک قرارداد آنی چاہئے اور اس ملک سے ڈکٹیٹر اور آمر کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع ہو گئی ہے، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج جو قرارداد پیش ہوئی اور اس ایوان نے پاس کی میں بانگ دہل یہ کہنا چاہوں گا کہ آج پنجاب اسمبلی کے نو منتخب ممبران نے یہ ثابت کیا ہے کہ واقعی وہ 7 کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ ملک جمہوریت کی بنیاد پر بنا تھا، اسلام کی بنیاد پر بنا تھا، یہ ملک کسی آمر نے بنایا تھا اور نہ ہی یہ بندوق کی نوک پر بنا تھا۔ آج ہم بانگ دہل 12-اکتوبر 1999 کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسے آمر کے ساتھی بھی سزا کے مستحق ہیں جو یہاں اسی اسمبلی ہال کے اندر اعلان کرتے تھے کہ ہم دس دس بار وردی میں صدر منتخب کرائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کی عوام کے مجرم ہیں ان کے خلاف بھی سخت کارروائی ہونی چاہئے اور مشرف کو آرٹیکل 6 کے تحت سزائے موت دینی چاہئے۔ یہ پاکستان جمہوریت کی بنیاد پر بنا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ 32 سالہ آمریت نے جو پاکستان پر حکومت کی ہے اس میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت ہوتی ہے، اس میں میاں محمد نواز شریف کو در بدر کر کے جلا وطن کیا جاتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب کسی بھی آمر کے لئے اس

پاکستان میں جگہ نہیں ہونی چاہئے اور جو ان کے ساتھی ہیں ان کے خلاف بھی سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ ہماری پیاری پیاری اپوزیشن نے جو آج واک آوٹ کیا ہے کہ 12-اکتوبر 1999 کو چودھری پرویز الہیٰ اس اسمبلی کے سپیکر تھے اور چودھری شجاعت حسین پاکستان کے وزیر داخلہ تھے لیکن ان کی تضاد کی جو سیاست ہے وہ آج آشکار ہو کر سامنے آگئی ہے۔ اس قرارداد کے اندر ہم نے یہ کہا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کو اس ملک میں نہیں آنے دیں گے تو کیا اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ پھر آمریت آجائے؟ میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم ایک سو ستر ملین عوام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ ملک جمہوریت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس ملک کو بنانے میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح ایک civilian تھے۔ ہم کسی ڈکٹیٹر شپ کو پھر اجازت نہیں دیں گے کہ اس ملک کے اندر شب خون مارے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، اب debate کی ضرورت نہیں ہے، میرے خیال میں اس کو رہنے دیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔ اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں، یہ لغاری صاحب کی تحریک استحقاق ہے ان کا تھوڑا انتظار کرتے ہیں۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب! آپ نے بھی تحریک استحقاق پیش کی ہوئی ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی
اور اس پر عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 29 کے تحت لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کا گورنر اپنے صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عملدرآمد کے بارے میں ہر سال کی بابت ایک رپورٹ تیار کروائے گا اور اس پر بحث کے لئے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا۔ اس دستوری تقاضے کے مطابق قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت ایک الگ قاعدہ نمبر 130 موجود ہے۔ دستور کی تشریح کے مطابق بابت سال 09-2008 کی متذکرہ رپورٹ ابھی تک پیش نہیں کی گئی جس سے اس ایوان کا اجتماعی استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے اور وہ دستوری تقاضے کے مطابق اس پر بحث کرنے کے حق سے محروم ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ گورنر سیکرٹریٹ نے چٹھی نمبر such and such مطلع کیا ہے کہ Annual Report on Observation and Implementation of Principles of Policy for the year 2008, Privilege Motion No. 40 کے متعلق گزارش ہے کہ Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ حکومت پنجاب کے محکمہ جات سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر تیار کی جاتی ہے لہذا سالانہ رپورٹ بابت سال 2008 کے لئے حکومت پنجاب کے تمام محکمہ جات کو بحوالہ چٹھی نمبر مورخہ 10۔جنوری 2009 درخواست کی گئی ہے اور کاپی لف ہے کہ مورخہ 15۔مارچ 2009 تک مقررہ performa میں مطلوبہ رپورٹ اس محکمہ کو پہنچائی جائے اور مذکورہ رپورٹ کی تمام محکمہ جات سے وصولی حال ہی میں مکمل ہوئی ہے۔ رپورٹ کتابی صورت میں مرتب کر کے صوبائی کابینہ کی منظوری کے فوراً بعد معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ اب اس کی reports وغیرہ موصول ہو چکی ہیں اور ان کی formation کتابی صورت میں ہو رہی ہے تو اس کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ اسی سیشن میں ان کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب اس کو dispose of کر دیا جائے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ Tat is not submitted till the time. لہذا اسے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بھی سن لی ہے، یہ pending نہیں ہو گی۔ انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے---

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے موقع فراہم کریں کہ میں اپنی تحریک استحقاق کی pursuance میں گزارش کر رہا ہوں اور جناب منسٹر صاحب کا reply آنے کے بعد کہ انہوں نے جو assurance دی ہے کہ اس کی reports آنے کے بعد کابینہ میں پیش کی جائے گی اور اس کے بعد پنجاب اسمبلی میں پیش کی جائیں تو meantime Rules of the Procedure permit کرتے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے کیونکہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ اگر میں اس پر تفصیل سے بات کروں تو یہ پچھلے سال 2007-08 کی رپورٹ بھی نہیں submit ہوئی تھی اور یہ سالہا سال سے submit نہیں ہو رہی ہے۔ Constitution of Pakistan کی spirit اور Rules of Procedure کی روشنی میں یہاں ہاؤس میں آنی چاہئے اور اس کی ایک اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں استدعا کروں گا کہ اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محرک سے یہ گزارش کروں گا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بڑی positive contribution ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں شاید اس سے پہلے اتنی توجہ نہیں دی کہ جتنی توجہ ہونی چاہئے۔ انہوں نے اس کو pinpoint کیا ہے اس کے اوپر tension focus ہوئی اب جب یہ معاملہ اس وقت in progress ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی pendency کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مکمل ہو رہی ہے۔ کابینہ کی منظوری کے بعد اسے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں dispose of کر دیا جائے۔ جی، محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ! آ گئیں---آپ کی بڑی عمر ہے ماشاء اللہ، آپ کی تحریک استحقاق نمبر 41 ہے اس کو پڑھیں۔

ایس ایچ او تھانہ ساندہ لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 25/07/2009 کو ایک مفاد عامہ کے کام سلسلہ کے میں S.H.O ساندہ کو متعدد مرتبہ فون کیا لیکن موصوف S.H.O نے میرا فون attend نہیں کیا۔ بعدازاں میں نے اپنے ایک عزیز کے ہمراہ ایک مظلوم عورت کی دادرسی کے لئے انہیں تھانہ ساندہ کے S.H.O مسٹر جاوید لطیف کے پاس بھجوایا۔ وہاں پر میرے عزیز نے S.H.O موصوف کو موبائل فون کے ذریعہ میرے ساتھ بات کروانے کی کوشش کی تو موصوف S.H.O نے فون سننے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ فون ہاتھ سے پکڑ کر بند کر دیا اور انہیں کہا کہ میں میٹنگ میں مصروف ہوں ابھی بات نہیں کر سکتا۔ جبکہ موصوف S.H.O اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اپنے دوستوں کے ہمراہ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ موصوف S.H.O کا ایک معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ بات نہ کرنا حتیٰ کہ فون بند کر دینا اور خود کو مصروف ظاہر کر کے توہین کرنا۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے جبکہ استحقاقات ایکٹ 1972 کے قاعدہ کے تحت ایم پی اے کو VIP declare کیا گیا ہے اس کو نظر انداز کرنا توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اکثر و بیشتر ایسا ہوتا رہتا ہے اور پولیس کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی حالانکہ ان کی تنخواہیں بڑھا کر جناب چیف منسٹر نے انہیں بے شمار مراعات دی ہیں تو mostly پولیس کا رویہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب آپ کے پاس تحریک استحقاق نمبر 41 ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب موصول ہوا ہے تو اس کے مطابق جو متعلقہ S.H.O ہے۔ اس کا مؤقف یہ ہے کہ میری دو مرتبہ ان سے ٹیلی فون پر بات ہوئی ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ان معزز رکن سے بات کرنے سے انکار کروں۔ اس میں دو فریقین کا معاملہ ہے جس میں ایک فریق کو محترمہ کے مؤقف کے مطابق ریلیف نہیں دیا جارہا

تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آپ adjourn فرما دیں یا pending فرما دیں۔ اس S.H.O کو بلوا کر میں کوشش کروں گا کہ یہ معاملہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: اسے کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق next week تک penidng کی جاتی ہے۔ جی، next چودھری شفیق احمد گجر صاحب ہیں۔

ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا

چودھری شفیق احمد گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 14-اگست 2009 بوقت 10 بجے رات، میں یوم آزادی کے سلسلہ میں زم زم ٹیکسٹائل فیکٹری ستیانہ روڈ فیصل آباد سے ایک ریلی جس میں تقریباً چار سے پانچ ہزار افراد شامل تھے جن میں پندرہ سو سے دو ہزار افراد پیدل اور موٹر سائیکلوں پر سوار تھے باقی اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار تھے، کی قیادت کرتے ہوئے ڈی گراؤنڈ ریڈیو چوک فیصل آباد پہنچا تو ایک بغیر نمبر پولیس ڈالہ آیا جس میں اکرم بابر اے ایس آئی، ممتاز ڈرائیور، عمران، ریاض شاہد، عاشق ندیم شہزاد اور تین نامعلوم افراد سوار تھے۔ انہوں نے آتے ہی ریلی میں شامل میرے دوستوں پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے۔ میرے سیکرٹری احسان نے ان کو روکا تو ان پولیس ملازمین نے اس کو بھی ڈنڈے مارے۔ یہ پولیس ملازم اکرم بابر اے ایس آئی کی قیادت میں پندرہ / بیس منٹ تک اس ریلی میں شامل میرے دوست احباب پر بلاوجہ ڈنڈے برساتے رہے۔ ریلی میں شامل افراد نے ان سادہ کپڑوں میں ملبوس ایلیٹ فورس کے جوانوں کو کنٹرول کیا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ اس ریلی پر بلاوجہ کیوں ڈنڈے برسا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ سب کچھ ڈی ایس پی مہر شعیب سرکل پیپلز کالونی اور راؤ منیر ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کے کہنے پر ساری کارروائی کر رہے ہیں۔ اس کے فوراً بعد ممتاز سپاہی جو اس ڈالے کا ڈرائیور تھا نے میڈیا پر جھوٹی اور من گھڑت پٹی چلا دی کہ اس ریلی کی قیادت کرنے والے ایم

پی اے یعنی میں نے ان سے زبردستی پسٹل چھین لیا اور ان کو زدوکوب کیا اور اس وقت میں نے شراب پی رکھی تھی اس پٹی چلنے کے پانچ منٹ بعد میں نے تمام صورتحال میڈیا کو ایک پریس بریفنگ میں واضح کی اور ان کو بتایا کہ یہ ساری کارروائی راؤ منیر ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کے پہلے سے پلان کردہ جھوٹے اور من گھڑت منصوبہ کے تحت کی جا رہی ہے۔ میں آپ کے سامنے موجود ہوں اگر آپ کو میں شراب کے نشہ میں معلوم ہوتا ہوں تو میرا چیک اپ کروالیا جائے۔ ان واقعات کے دوران یا بعد میں میرے ساتھ راؤ منیر ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد نے کوئی رابطہ نہ کیا۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ میری پارٹی کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ اس طرح ان لوگوں نے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اس کو next week کے لئے pending فرما دیں تاکہ جواب آنے کے بعد اس پر بات ہو سکے۔

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ راؤ منیر جو ایس پی مدینہ ٹاؤن ہے اس کو واقعہ کے بعد انعام کے طور پر فیصل آباد میں ایس ایس پی انوسٹی گیشن لگا دیا گیا ہے اور دوسرے جتنے ملازمین ہیں اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں اور آج تک کسی نے ہم سے کوئی رابطہ تک نہیں کیا اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ یہ جتنا بھی وقوعہ ہے راؤ منیر کا ہی پلان کردہ ہے اور اس نے ہی سب کچھ کیا ہے۔ پہلے ہی اس واقعہ کو 14۔ اگست سے لے کر آج تک دو ماہ ہو چکے ہیں۔ ہم فیصل آباد میں رہتے ہیں، ہم ایم پی اے ہیں لیکن ہم نے کس سے بات کرنی ہے، انوسٹی گیشن افسر سے بات کرنی ہے، ہم کس کو مل سکتے ہیں؟ ہمیں تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں دی جا رہی۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ مسئلہ جلد سے جلد نمٹایا جائے۔ اس میں ملک کامران یوسف جو فیصل آباد میں ایس پی ہیں انہوں نے بھی تحقیقات کی ہیں اور انہوں نے تمام تر وقوعہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے براہ مہربانی جتنی جلدی ہو سکے اس پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، next احمد خان بلوچ صاحب تشریف فرما ہیں؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! وہ میٹنگ میں ہیں، ان کی کھوسہ صاحب کے ساتھ میٹنگ چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کر دیا جائے؟

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔ چھ، چھ ماہ بعد ہمیں موقع ملتا ہے اگر ایک دن رکن اسمبلی کسی وجہ سے نہیں آ سکے تو میرا خیال ہے کہ ایک دن انتظار کر لیا جائے اور اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو چاہئے تھا کہ وہ مجھے بتا کر جاتے یا میرے سٹاف کو بتا کر جاتے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میرے خیال میں ایک دن pending کر دینے میں کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، چلیں! next please چودھری رضا نصر اللہ گھمن صاحب!

ڈی ڈی او (آر) فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون نہ سننا

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔62 فیصل آباد کی ایک یونین کونسل نمبر 145 چک نمبر 215 ر۔ب میں ماہ رمضان میں سستا سیل پوائنٹ میں آٹا کی تقسیم کے لئے مانیٹرنگ کمیٹی کے ممبران کے تقرر کے سلسلہ میں مذکورہ بالا ڈی ڈی او (آر) نے میری مشاورت کے بغیر اپنی مرضی سے اپنے پسندیدہ ممبران کا تقرر مورخہ 18/8/2009 کو کر دیا۔ بعد ازاں جب میں نے اس سلسلہ میں پوچھا تو مجھے کوئی معقول جواب نہ مل سکا بلکہ یہ کہہ دیا کہ آپ اب اپنے ممبران کے نام دے دیں جو میں نے نام دیئے تو مورخہ 22/8/09 کو ترمیمی آرڈر جاری کر کے ممبران کا تقرر کر دیا۔ مورخہ 26/8/09 کو ندیم فلور ملز جڑانوالہ روڈ فیصل آباد نے آٹا کی گاڑی مانیٹرنگ کمیٹی کے ممبران کو اطلاع دیئے بغیر اور بغیر چیک کروائے اور گنتی کروائے اپنی مرضی سے یونین کونسل کے ناظم کے ڈیرہ پر لے گئے جو مانیٹرنگ کمیٹی کا ممبر نہ تھا۔ مذکورہ بالا ڈی ڈی او (آر) نے اس معاملہ کی انکوائری کرنے کے بعد متعلقہ فلور ملز والوں کو فائدہ پہنچاتے ہوئے معاملہ ہذا کی ایف آئی آر یونین کونسل کے ناظم کے خلاف

کروادی۔ایف آئی آر کروانے سے قبل ڈی ڈی او(آر) جب تھانہ صدر فیصل آباد میں موجود تھے تو میں نے بذریعہ موبائل فون ڈی ڈی او(آر) سے رابطہ کرنا چاہا تو مذکورہ بالا ڈی ڈی او(آر) نے میرا فون سننا گوارا نہ کیا۔ بعد ازاں میں نے چودھری محمد حنیف (ایڈووکیٹ) ہائی کورٹ سابق ناظم (ممبر مانیٹرنگ کمیٹی) اس کے موبائل فون کے ذریعہ سے ڈی ڈی او(آر) سے رابطہ کیا اور میں نے ڈی ڈی او(آر) سے کہا کہ قصور فلور ملز والوں کا ہے۔آپ متعلقہ یو سی ناظم کے خلاف مقدمہ درج نہ کروائیں اس سے عوام اور معاشرہ میں حکومتی پالیسی کے خلاف نفرت اور انتشار پیدا ہوگا جس پر ڈی ڈی او(آر) نے برملا کہا کہ یہ میرا انتظامی معاملہ ہے اور میں اسے بہتر طریقے سے حل کرنا جانتا ہوں۔ڈی ڈی او(آر) نے میرے پیشگی منع کرنے اور بعد کے حالات کے بارے میں آگاہ کرنے کے باوجود گھناؤنی سازش کے تحت متعلقہ یو سی ناظم کے خلاف نامزد ایف آئی آر درج کروادی اور لالچ و طمع نفسانی کی خاطر فلور ملز والوں کو نامزد نہ کیا اس کے بعد مورخہ 28/8/09 کو متعلقہ یو سی ناظم کی قیادت میں حلقہ کی عوام نے بینرز تحریر کرکے میرے خلاف اور حکومت پنجاب کے خلاف احتجاجی جلوس اور ریلی نکال کر جڑانوالہ روڈ ٹریفک کے لئے بند کردی جس کو الیکٹرانک میڈیا نے براہ راست نشر کیا اور پرنٹ میڈیا پر بھی خبر آئی۔ڈی ڈی او(آر) کے اس فعل اور غلط رویہ کی وجہ سے میری ساکھ کو بہت نقصان پہنچا ہے اور عوام میں میرا امیج خراب ہوا ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ متعلقہ ڈی ڈی او آر کے خلاف سخت محکمانہ اور انضباطی کارروائی کی جائے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے؟

معزز ممبران: کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق محمد نوید انجم صاحب کی طرف سے ہے۔

سپیشل مجسٹریٹ شالامار ٹاؤن لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

جناب محمد نوید انجم: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 28۔اگست 2009 کو رمضان بازار شالامار باغ لاہور کا وزیر اعلیٰ پنجاب / خادم اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں وزٹ کیا اور مختلف سٹال کا معائنہ کیا تو معلومات کرنے پر پتا چلا کہ TMA کا عملہ چینی کے اڑھائی کلو کے پیکٹ فروخت کر رہا ہے۔ ان کا وزن پورا نہ ہے جس پر چالیس کے قریب پیکٹ کا وزن چیک کیا تو ہر پیکٹ میں 100 سے 150 گرام چینی کی مقدار کم پائی گئی جس پر میں نے ڈی سی او لاہور کو فون پر اطلاع دی اور اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور ایف آئی آر درج کروانے کے لئے کہا اور کمشنر لاہور نے بھی موقع پر چیک کیا اور ان کو بھی ساری صورتحال کے بارے میں تفصیلاً بتایا۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ایک نامعلوم آدمی موقع پر آیا اور آتے ہی چلانا شروع کر دیا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ یہاں پر ایم پی اے اور کوآرڈینیٹر کی چٹ پر چینی فروخت کی جا رہی ہے اور اس نے اور بھی غلط زبان استعمال کی۔ میں اس وقت حاجی اللہ رکھا ایم پی اے اور میرے حلقہ کے دیگر معززین کے ہمراہ موجود تھا میں نے ان سے اس نامعلوم آدمی کے بارے میں پوچھا کہ جناب کی تعریف بتائیں تو اس نے اپنے ساتھ پولیس گارڈ کو حکم دیا کہ ان کو یہاں سے اٹھا کر باہر پھینک دو۔ بعد ازاں معلوم کرنے پر پتا چلا کہ اس کا نام عامر خان سپیشل مجسٹریٹ ہے۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ تمام پیکٹ جو یہاں پر فروخت کئے جا رہے ہیں اس کی نگرانی میں بنائے گئے تھے اور اس کم وزن کا حکم بھی اسی نے جاری کیا تھا۔ اس طرح اس نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی دیگر کارروائی روک کر میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے اس میں ایک بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ عامر خان صاحب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر فرما رہے ہیں کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ صاحب موصوف ایم پی اے صاحب ہیں۔ یعنی ان کی کوآرڈینیشن اس قسم کی تھی کہ انھیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ جس حلقے میں کام کر رہے ہیں اس حلقے کا ایم پی اے کون ہے؟ لہذا آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں تا کہ وہاں اس پر کوئی investigation ہو جائے۔

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے؟

معزز ممبران: جی، کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: On her behalf میں اسے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو سکتا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! پھر اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔یہ تحریک استحقاق next day تک pending کرتے ہیں۔اگلی تحریک استحقاق محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی طرف سے ہے۔تشریف نہیں رکھتیں یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب کی طرف سے ہے۔

سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

مہر اعجاز احمد اچلانہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 10-9-2009 کو ایک معذور شخص غلام عباس میرے پاس آیا اور کہا کہ میں دفتر دارالامان لیہ میں نائب قاصد ہوں۔دارالامان کی سپرنٹنڈنٹ نے بلا جواز میری تنخواہ روک رکھی ہے۔ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر کے احکامات کے باوجود مجھے تنخواہ نہیں دے رہی۔میں نے دفتر دارالامان کی سپرنٹنڈنٹ سے ان کے دفتر کے نمبر پر ٹیلی فون کیا اور سپرنٹنڈنٹ کو بتایا کہ میں مہر اعجاز احمد اچلانہ ایم پی اے پی پی۔265 لیہ بات کر رہا ہوں اور کہا کہ غلام عباس نائب قاصد کی تنخواہ ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر آفیسر کے احکامات کے باوجود کیوں نہیں دی جا رہی؟ تو سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ عافیہ بلال نے کہا کہ میں کسی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر کو جانتی ہوں اور آپ مجھ سے اس سلسلہ میں بات کریں اور نہ ہی کسی ایم پی اے کو میں جانتی ہوں۔اس کے ساتھ ہی ہتک آمیز رویہ اپناتے ہوئے مجھ سے بات کی اور میری بات کرنے کے دوران اپنا ٹیلی فون بند کر دیا۔اس ہتک آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ اسے next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب آ لینے دیں۔ یہ تحریک استحقاق next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 49 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند روز قبل ڈی سی او آفس کے ایک اہلکار جو کہ ایک جونیئر کلرک ہے کی شکایت لے کر ڈی سی او چنیوٹ کے پاس گیا اور بتایا کہ آپ کے آفس کا ایک اہلکار جائز کاموں میں رکاوٹ ڈال کر سر عام رشوت کا مطالبہ کرتا ہے اور رشوت لے رہا ہے جس کے میرے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ میری بات ڈی سی او نے سنی ان سنی کر دی تو میں نے دوبارہ کہا کہ آپ کے آفس میں سر عام رشوت لی جا رہی ہے تو موصوف کوئی مناسب جواب دینے کی بجائے غصے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ ہاں مجھے علم ہے کہ وہ اہلکار رشوت میں ملوث ہے مگر جب تک میں یہاں ڈی سی او ہوں اسے کوئی رشوت لینے سے روک سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی ڈی سی او آفس سے نکال سکتا ہے۔ ڈی سی او کے اس جواب پر میں نے کہا کہ اس کا مطلب ہوا ہے کہ آپ رشوت کو promote کر رہے ہیں جس پر موصوف میرے سمیت تمام ایم پی ایز کو برا بھلا کہنے لگا اور مزید کہنے لگا کہ جاؤ میرے خلاف جو کرنا ہے کر لو۔ موصوف ڈی سی او صاحب کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ دیکھ کر افسوس اور حیرانگی بھی ہو رہی ہے کہ ہمارے نیک سیرت، نیک نام وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف جن کی شب و روز یہ کوشش ہے کہ ہماری حکومت کی کارکردگی بہتر بن ہو جائے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف قطعاً رشوت لینے دینے والے کسی

افسر کے حق میں نہیں ہیں بلکہ وہ افسران سے متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ یہ پیسا تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے اور ایک ایک پیسے کا حساب ہو گا۔ یہ ڈی سی او 1994 سے لے کر 1996 تک یہاں لاہور میں تعینات تھے اور انھوں نے C.B ٹیکس کی مد میں چار کروڑ روپے کا غبن کیا جس کی چار ایجنسیوں نے تحقیق کی اور سب نے مطالبہ کیا کہ ان کو معطل کیا جائے اور معطل ہی رہنے دیا جائے۔ وہ معطل تھے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کسی عدالتی فیصلے کے بغیر بحال کیسے ہو گئے، انھیں رشوت کو promote کرنے کے لئے، رشوت لینے والے افسروں اور اہلکاروں کو support کرنے کے لئے کیسے نامزد کر دیا گیا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرے پورے ضلع کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے لہذا اس کا فوری حل نکلنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مولانا صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے آپ کے بھی علم میں ہے کہ یہ اس پالیسی کا ایک exception ہے جس پر عملدرآمد کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب D.C.O and D.P.O صاحبان کی تعیناتی کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مولانا صاحب کے خدشات غلط ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا serious matter ہے۔ پنجاب حکومت اس معاملے کو پوری طرح سے investigate کرے گی اور ڈی۔ سی۔ او چنیوٹ سے جواب بھی لے گی اس لئے اس معاملے کو آپ pending فرمادیں تاکہ حکومت اس سارے معاملے کو اپنے طور پر thrash out کرلے اور متعلقہ ڈی۔ سی۔ او صاحب سے جواب بھی طلب کر لیا جائے، اس کے بعد اس تحریک کو take up کیا جائے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو آپ for one week pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! جیسا کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ بڑے serious allegations ہیں لہذا اس بارے میں متعلقہ ڈی۔ سی۔ او سے جواب لیا جانا چاہئے تاکہ اس کے اوپر اس حساب سے کارروائی ہو سکے تو اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری صرف یہی گزارش ہے کہ یہ معاملہ چھوڑنے والا نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے پورے ثبوت پیش کروں گا اور میری گزارش یہ ہے کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام ممبران ہمارے لئے بڑے معزز ہیں۔ آپ نے on the floor of the House بات کی ہے۔ انشاءاللہ اس بارے میں مکمل کارروائی کی جائے گی لیکن پہلے جواب موصول ہو لینے دیں۔ اسی اجلاس کے دوران اس کا جواب آ جائے گا۔ ہم اگلے ہفتے کے لئے اس کو pending کر رہے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اسی اجلاس کے دوران ہی اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! مجلس استحقاقات تو صرف اس پہلو کا جائزہ لے سکتی ہے کہ آیا اس ڈی۔ سی۔ او نے ان کے ساتھ misbehave کیا ہے یا نہیں؟ اس تحریک میں مولانا صاحب نے allegations لگائے ہیں کہ اس آدمی کو corruption کے case میں سزا ہوئی تھی، وہ معاملہ ابھی تک pending ہے لیکن اس کے باوجود اس کو ڈی۔ سی۔ او تعینات کر دیا گیا ہے۔ یہ بڑا serious matter ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی exception نہیں ہونی چاہئے۔ اس پورے معاملے کی مکمل طور پر انکوائری کر کے میں اس معزز ایوان کو آگاہ کروں گا اور اگر یہ درست پایا گیا تو سخت کارروائی بھی عمل میں لائی جائے گی۔ استحقاق کمیٹی تو استحقاق کے حوالے سے کارروائی کرے گی لیکن اگر یہ درست پایا گیا تو انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب حکومت بھی اس پر action لے گی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کی بات درست ہے لیکن مہربانی کر کے اس کا اسی اجلاس میں فیصلہ کر لیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ فیصلہ تو ہو گیا ہے کہ اس تحریک کو next week، اسی اجلاس میں take up کیا جائے گا۔ جتنی تحاریک استحقاق تھیں وہ ختم ہو گئی ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔ یہ پورے ہاؤس کا استحقاق ہے کہ ہم سب ممبران کو Official Passport جاری کیا جائے۔ تمام منسٹرز، ایم۔ این۔ اے اور Senators کو Official Passport جاری کیا جاتا ہے لیکن پنجاب اسمبلی کے ممبران کو یہ جاری نہیں ہوتا۔ سندھ اسمبلی میں یہ شروع ہو گیا ہے اور اب سندھ کے تمام ایم۔ پی۔ اے صاحبان کو یہ Official Passport ملتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس حوالے سے احکامات جاری

کریں۔وفاقی حکومت سے بات کریں کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ایم۔پی۔اے صاحبان کو blue passport جاری کیا جائے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، آپ اس کی تائید کر رہے ہیں اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں لیکن یہ معاملہ پہلے بھی on the floor of the House take up ہوا تھا اور اس وقت سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کے ذمے لگایا گیا تھا کہ وہ وفاقی حکومت سے بات کر کے House کو apprise کریں گے۔جب وہ خود ہاؤس میں موجود ہوں گے تو پھر اس بارے میں بات کریں گے بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ ان سے رابطہ کر کے updates معلومات لے لیں اور کل ہاؤس کو بتائیں۔

جناب ضیاء اللہ شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! عمرہ کے ویزہ کے لئے ہماری پنجاب اسمبلی کی طرف سے جو خط وزارت خارجہ کو جاتا ہے آج تک اس خط پر سعودی ایمبیسی نے کسی ممبر کو ویزہ نہیں دیا، وجہ یہ ہے کہ ہماری پنجاب اسمبلی کی طرف سے وزارت خارجہ کے Section Officer (Protocol-III) کو خط بھیجا جاتا ہے جو کہ سب سے کم Low profiled کا آفیسر ہوتا ہے۔ وہ یہ خط آگے بھیجتے ہیں، جس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا۔ میں ہر تین مہینے بعد عمرے پر جاتا ہوں۔ ہر تین مہینے بعد پنجاب اسمبلی سے letter لیتا ہوں اور ہر تین مہینے بعد یہ letter reject ہوتا ہے۔ میں پھر کسی اور کا سفارشی خط لے کر، کبھی راجہ ظفر الحق صاحب اور کبھی کسی پیر صاحب کا خط لگوا کر عمرہ کے ویزے کے لئے جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سارے معاملے کو thrash out کرتے ہیں۔ مجھے ابھی سیکرٹری اسمبلی بتا رہے تھے کہ راجہ ریاض صاحب کو جو معاملہ refer ہوا تھا وہ حج سے متعلق تھا لیکن میں آج یہ معاملہ بھی راجہ ریاض صاحب کو refer کرتا ہوں۔ آپ ان سے خود بھی بات کر لیں تاکہ وہ اس کا جواب ہمیں اسی اجلاس کے دوران ہی دے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں کیونکہ میرے ساتھ بھی ایسا تجربہ ہوا ہے۔ میں یہاں پنجاب اسمبلی سے خط لے کر گیا مگر مجھے رمضان شریف میں عمرے کا ویزہ نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کافی بات ہو چکی ہے، اب کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو (پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور): جناب سپیکر! minorities ممبران کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ در پیش ہے لہذا اس حوالے سے بھی بات کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہاں minorities کی بھی وہی بات ہے جو سب کی بات ہے اور یہ سب کی اکٹھی بات ہو جائے گی۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 136، شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنی چاہوں گا جس سے اندازہ ہو گا کہ آخر اس ہاؤس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ آپ کے علم میں ہو گا کہ میں نے پچھلے سال تقریباً انہی ایام میں حج کوٹا کے بارے میں بات کی تھی۔ میں نے بار بار point out کیا، اخبارات کی زینت بھی بنا لیکن ہوا کیا؟ اس دن سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی مقرر کی، انھوں نے کہا کہ یہ کمیٹی اس حوالے سے وفاقی حکومت سے بات کر کے کوئی فیصلہ کرے گی۔ آپ کو سن کر افسوس ہو گا کہ اس کمیٹی کا آج تک کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ یہ ریکارڈ پر ہے، آپ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھ سکتے ہیں۔ Finally یہ ہوا کہ راجہ ریاض صاحب وفاقی حکومت سے بات کریں گے۔ اس دوران وقت گزرتا گیا اور راجہ ریاض صاحب نے ایک دن آکر یہاں ہاؤس میں بیان فرمایا کہ ہم اگلے سال ممبران کو ضرور کچھ نہ کچھ accommodate کریں گے۔ اب اس سال انھوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہم نے کوٹا ختم کر دیا ہے لیکن آج بھی وہ لوگ اپنے سب rights استعمال کروا رہے ہیں۔ انتہا اور المیہ یہ ہے کہ پرسوں وفاقی حکومت نے پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کو 10 ہزار حاجیوں کا مزید کوٹا دیا ہے۔ چنانچہ میری آپ سے گزارش ہے کہ کم از کم اس ایوان کے ہر رکن کے لئے پانچ سے سات آدمیوں کا کوٹا دے دیں۔ پیسے دے کر جانا ہے، کوئی مفت نہیں جائے گا۔ اس طرح ہم اپنے حلقے کے کچھ لوگوں کو accommodate کر لیں گے۔ میں on the floor of the House یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چار چار لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں اور میں نے بھی کل دیئے ہیں۔ جب پیسے لے کر بھجوایا جا رہا ہے تو ہمارے حلقے کے وہ لوگ جو ساری عمر تھوڑے تھوڑے پیسے اپنے گھروں یا banks میں جمع کرتے رہتے ہیں، انتظار کرتے رہتے ہیں اور پھر rate بڑھ جاتے ہیں۔ اب یہ جو 10 ہزار مزید حاجیوں کا کوٹا دیا جا رہا ہے اس میں سے ہمیں پانچ پانچ آدمیوں کا کوٹا دیا جائے یہ کوئی 1800/1900 سیٹیں بنیں گی۔ آپ اس حوالے سے رولنگ دیں کہ یہ ہمیں پانچ پانچ آدمیوں کا کوٹا دے دیں تاکہ ہم بھی اپنے حلقے کے لوگوں کو accommodate کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ تحریک التوائے کار کا وقت 30 منٹ ہوتا ہے۔اب چونکہ announce کر دیا ہوا ہے کہ ہم تحاریک التوائے کار take up کر رہے ہیں تو اب یہاں پر جو بھی باتیں ہو رہی ہیں یہ سارا وقت اسی میں سے minus ہو گا۔ ممبران کی بڑی اہم تحاریک التوائے کار کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہیں اس طرح سے تو ان کی باری نہیں آئے گی۔ شیخ صاحب!جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے تو ہم پھر اس معاملے کو take up کرتے ہیں۔وزیر قانون صاحب!واقعی یہ بات on the floor of the House زیر بحث آئی تھی اور راجہ ریاض صاحب نے اس وقت House کے اندر یہ assurance بھی دی تھی کہ میں اس پر وفاقی حکومت سے بات کر کے بتاؤں گا۔اس حوالے سے مرکز کی طرف سے کوئی پالیسی یا statement لازمی طور پر آ جانی چاہئے۔آپ مہربانی کر کے راجہ صاحب سے بات کریں اور make sure کریں کہ کل اس حوالے سے کوئی final بات سامنے آ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو بات محترم شیخ صاحب نے کہی ہے وہ بالکل درست ہے اور پچھلی دفعہ پورے ہاؤس کا یہ consensus تھا کہ ایسا ہونا چاہئے۔ راجہ ریاض صاحب نے اس بارے میں وعدہ بھی کیا تھا۔اس وقت راجہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ کل وہ جس وقت موجود ہوں تو اس وقت اس معاملے کو take up کیا جائے تاکہ اس کا جواب بھی ساتھ ہی آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

لاہور میں زہریلے دودھ کی فراہمی سے بچوں کی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور اور اس کے گردونواح کے تمام اضلاع میں انتہائی زہریلا دودھ عوام کو پلایا جا رہا ہے جو عوام اور خاص طور پر بچوں کی صحت کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں کیونکہ وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب کی جو یہ تحریک التوائے کار نمبر 136 ہے، میرے پاس جو فائل ہے اس میں تو یہ pending ہے اور یہ غالباً پڑھی جا چکی ہو گی۔ کیا یہ fresh ہے یا پہلے پڑھی جا چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh ہے، پڑھی نہیں گئی اور request کر کے pending کروائی گئی تھی۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: لاہور ہائی کورٹ کی observation اس معزز ایوان کے ہر رکن کے لئے نہایت اہم ہے اور اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ملاوٹ شدہ اور زہریلا دودھ بیچنے والے مافیا کو آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے ملاوٹ شدہ اور زہریلے دودھ سے متعلقہ ایک تحریک التواء اس ایوان میں پیش کی تھی جو اسمبلی ریکارڈ کا حصہ ہے جس پر حکومت نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس اہم مسئلے کی طرف بہت جلد توجہ دی جائے گی لیکن نامعلوم وجہ کی بناء پر ایسا نہ ہو سکا اور اب جب کہ لاہور ہائی کورٹ نے مسٹر شہزاد شوکت کی سربراہی میں اچانک ایک کمیشن تشکیل دیا ہے تو کمیشن کی رپورٹ کچھ اس طرح سے آئی ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی Food Testing Laboratory میں سرے سے کوئی جدید آلہ ہی نہ ہے اور جو آلہ ہے وہ 50 سال قبل خریدا گیا تھا۔ 50 سال قبل کے زمانہ کے لوگ آج جیسے نہ تھے وہ خوفِ خدا رکھتے تھے۔ اس وقت ایسے ایسے کیمیکلز اور ڈٹرجنٹ پاؤڈر بھی ایجاد نہ ہوئے تھے جو دودھ میں ملائے جا سکتے ہوں اور مزید حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہائی کورٹ کو جو رپورٹ دی گئی ہے اس کے مطابق لیبارٹری کا Chief Appraiser ایک میٹرک پاس شخص ہے۔ سیکرٹری ہیلتھ کی طرف سے جو بیان عدالت عالیہ میں دیا گیا اس کے بعد اب ایوان کے ہر معزز رکن پر یہ سوچنا لازم ہو گیا ہے کہ اگر عدالتوں نے ہی petitions or suo moto actions پر عوامی مسائل کو دیکھنا ہے یا حل کرنا ہے تو ہم سب یہاں کیا کر رہے ہیں؟ دودھ جو انسانی زندگی میں اللہ کی بڑائی کا شاہکار اور نور ہے، ہر شخص اور بچے کا بنیادی حق ہے کہ اسے مناسب مقدار میں دودھ مہیا کیا جائے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر دودھ کی distribution کو ایک foolproof نظام کے تحت حکومت خود subsidized rates پر مہیا کرے۔ اس کے لئے no profit no loss basis پر ایک کمپنی بنائی جائے جس کے پاس جدید storage chillers and containers ہوں۔ پنجاب کے تمام بڑے شہری حلقوں کے MPA's کو خاص طور پر اس کام میں شامل کیا جائے۔ دودھ میں ملاوٹ کرنے والوں کو summary trial کے ذریعے سزائیں دی جائیں اور فوری طور پر Mobile Testing

Laboratories کا قیام عمل میں لایا جائے۔ میں تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Mobile Testing Laboratories دودھ کے samples کو موقع پر ہی check کریں۔ شہروں میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر ان laboratories کا قیام ضروری ہے کیونکہ یہ امر کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ لئے گئے samples آنکھوں آنکھوں میں ہی تبدیل ہو جاتے ہیں یہاں تو چرس اور افیون کے laboratory test کو گڑھ بنا دیا جاتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے جس مسئلے کی نشاندہی کی ہے تو اب اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ حالات واقعی اتنے ہی بُرے ہیں جس طرح سے انہوں نے اس تحریک میں ذکر کیا ہے لیکن یہاں پر میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جو لوگ اس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے نظام کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے اور کہتے ہیں کہ یہ نظام پچھلے 8 سالوں میں پتا نہیں کیا کیا انقلابی تبدیلیاں لے کر آیا ہے، آپ یہ دیکھ لیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹس میں سے میں بہتر نہیں کہتا لیکن اگر آپ نے comparatively بہتر قرار دینا ہے تو اس کے لئے لوگ لاہور کی مثال دیتے ہیں۔ اب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو پینے کے لئے خالص دودھ بھی مہیا نہیں کر سکی اور شیخ صاحب نے جس طرح اپنی تحریک میں یہ لکھا ہے کہ ان کے پاس کوئی طریق کار، کوئی لیبارٹری یا کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ اب انہوں نے ایک جواب لکھ کر بھیجا ہے وہ جواب تو اسی طرح سے ہے جیسے وہ ایک لگی بندھی بات ہوتی ہے کہ یہ بھی کر رہے ہیں، وہ بھی کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایوان اس پر بحث کے لئے وقت مختص کرنا چاہتا ہے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر 2 گھنٹے بحث کرنے کے بعد بھی ایوان نے اس پر جو direction دینی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی تحریک کو بنیاد بنا کر متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ ناظم کے ساتھ جو ڈی سی او صاحب یا ٹی ایم اے صاحب ہیں انہیں بلا کر اس تحریک کی کاپی دے کر انہیں direction دی جائے اور ہائی کورٹ نے بھی انہیں ایک طریق کار بتایا ہے کہ آپ اس صورت حال کو اس طرح سے بہتر کریں تو اس تحریک کو base بناتے ہوئے شیخ علاؤالدین صاحب کی خدمات بھی حاصل کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام میں بہتری لانے کی بہت اشد ضرورت ہے اور اس میں واقعی اسی طرح سے خرابی ہے جس طرح سے اس تحریک میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا important issue ہے کہ جب Pure Food Act بھی موجود ہے لیکن اس کی implementation کا مسئلہ بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے آپ کمیٹی کا فرما رہے ہیں تو وہ result oriented committee ہونی چاہئے کیونکہ یہ نوجوان نسل اور ہم لوگوں کی صحت کا مسئلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ rules کے مطابق تو یہ ہے کہ ہم ایک دن fix کریں 2 گھنٹے اس پر discussion ہو اور اس کے بعد کوئی فیصلہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا وقت بھی بڑا قیمتی ہے اور شیخ صاحب نے اس میں بڑی تفصیل سے بتایا ہے اور ان کی یہ باتیں 99 فیصد درست ہیں اگر آپ یہ حکم فرمائیں تو اس Adjournment Motion کو ایک direction کے ساتھ متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ دار میڈیکل آفیسر جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ Pure Food Act کے تحت انہیں یہ direction دی جائے کہ وہ within one month or two month اس صورتحال کو بہتر کر کے ہائی کورٹ میں بھی رپورٹ پیش کریں کیونکہ وہاں سے بھی انہیں direction آئی ہے اور اگر یہ رپورٹ اس ایوان میں بھی آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کے عوام کو ریلیف دینے کے لئے اس ہاؤس کی ایک contribution ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل صحیح ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح Food Test Laboratory ہے اب اتنی بڑی بات کہ ہائی کورٹ کی observation بھی اور جو کمیشن بنا اس کی observation بھی کہ وہاں پر سرے سے test کرنے کا کوئی سامان ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے کہ اس کے اوپر ہنگامی بنیادوں پر food testing کے اقدامات ہونے چاہئیں۔ اس پر آپ کمیٹیاں بناتے رہیں سارا کچھ کرتے رہیں لیکن اس سسٹم کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اس کو pending کر لیتے ہیں آپ تمام متعلقہ محکموں سے پوچھ لیں کہ یہ لیبارٹریز کب تک establish ہو جائیں گی اور ہائی کورٹ کی observation پر جو کمیشن بنا وہ بھی ایک مہینے سے اوپر کی بات ہو گئی ہے اور آج تک اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو یہ عوام کی صحت کا مسئلہ ہے اور صحت مند معاشرہ ہی آگے صحت مند کردار ادا کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو pending کر کے اس پر باقاعدہ ایک رپورٹ منگوالی جائے کہ اس کے اوپر اب تک ہوا کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات اور عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ مہربانی فرمادیں اور میں لاء منسٹر صاحب کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے کی اہمیت کو پہچانا ہے اور آپ نے بھی۔

میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ اس پر آپ یا لاء منسٹر صاحب Food Test Laboratory قائم کر دیں کیونکہ وقت تیزی سے جا رہا ہے اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بچوں میں ہڈیوں اور دانتوں کی بیماریاں اس کی وجہ سے ہیں۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ دنیا میں بے شمار ممالک، بہت develop نہیں عام ممالک میں بھی بچوں کو سکول میں دودھ دیا جا رہا ہے اور اسی لاہور میں جب میں سکول میں پڑھتا تھا تو ہمارے سکول میں بھی دودھ دیا جاتا تھا وہ دودھ recess میں ہمیں سکول کی طرف سے دیا جاتا تھا اور وہ دودھ صحیح ہوتا تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم ان بچوں کا کچھ نہیں کر سکتے اور کل کو پھر ہم باتیں کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پولیس، رینجرز اور آرمی میں کتنے بچے صرف height کی وجہ سے رہ جاتے ہیں وہ ہمارے پاس آتے ہیں، آپ کے پاس آتے ہیں کہ جی آدھا انچ کم ہے ہم تو اس آدھے انچ کو بڑھا ہی نہیں سکتے ناں، کیونکہ وہ تو criteria ہے اور اس کی وجہ یہ دودھ ہے۔ میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس میں صرف یہ کر دیں اور میں آپ کو surety دیتا ہوں کہ لاہور میں دودھ enter ہونے کے مخصوص راستے ہیں وہاں پر Food Test Laboratory بنا دیں۔ یہ لیبارٹریز صرف لاہور میں ہی نہیں بلکہ ہر شہر میں ہونی چاہئیں اور ان کی location change ہوتی رہے آج یہاں ہے، کل وہاں ہے، پرسوں وہاں ہے تاکہ انہیں پکڑا جائے۔ اس لیبارٹری میں مجسٹریٹ اندر بیٹھا ہو، وہیں sample test ہو، رپورٹ آئے اور وہیں فیصلہ ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آگے طے کرنے والی بات ہے ناں۔ رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو دو دن کے لئے pending کر لیا جاتا ہے تاکہ اس کے اوپر Food Test Laboratory کے حوالے سے محکمے نے جو اقدامات کئے ہیں وہ آپ ایوان کو بتا سکیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ٹائم تھوڑا سا بڑھا دیں اور اس کو اگلے ہفتے میں رکھ لیں۔ اب ڈسٹرکٹ ناظم صاحب کا تو پتا نہیں ہے کہ وہ کام بھی کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ ان ڈسٹرکٹ گورنمنٹس نے ماسوائے اس آمر کے حکم ماننے کے کوئی کام نہیں کیا جس نے ان کو جنم دیا تھا۔ انھوں نے کوئی اور کام آٹھ سالوں میں نہیں کیا۔ انھوں نے کرپشن کی ہے یا بلدیاتی نظام کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ اس کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں جو صورتحال ہے وہاں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کس کی اتھارٹی ہے، کس کو پوچھیں اور کس سے کام کروائیں؟ آپ اس سلسلے میں ایک ہفتے کا ٹائم دے دیں۔ میں لاہور کے ڈی سی او اور ڈسٹرکٹ ناظم کے بعد جو اتھارٹی ہے ان کو شیخ صاحب کے ساتھ بٹھاؤں گا۔ میرا

خیال نہیں کہ ان کے پاس اتنی capacity یا فنڈز کی صورتحال ہے کہ وہ موبائل لیبارٹری شروع کر سکیں۔ اس میں اچھے خاصے پیسے خرچ ہوں گے۔ وہاں پر کیا سسٹم ہے۔ ان سے پتا کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گا جیسا کہ یہ ابھی فرما رہے ہیں کہ ضلعی نظام بالکل فیل ہو چکا ہے۔ آپ بھی روزانہ دیکھتے ہیں اور میں بھی دیکھتا ہوں کہ لاہور کا صرف ایک علاقہ ایسا ہے کہ جہاں کوڑے کو آگ نہیں لگائی جاتی۔ پچھلے دور میں بھی میں نے اس پر تحریک التوائے کار پیش کی تھی کیونکہ صبح جب آپ بھی walk پر نکلتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ جہاں لکھا ہوتا ہے کہ یہاں کوڑا جلانا جرم ہے تو عین اس کے نیچے کوڑے کا پورا کنٹینر جلایا جا رہا ہوتا ہے۔ وہ پیسا کہاں جاتا ہے، آج تک ہم یہ بھی معلوم نہیں کر سکے۔ ہم الحمدللہ پنجاب کی governing body ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے پہلی دفعہ مہربانی کی ہے کہ ان کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا۔ اگر ایسا ہو گیا اور ہم ان کو پوچھ سکے تو اس سے بڑی بہتری کی کوئی بات نہ ہو گی۔ یہ وقت بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ جب ڈی سی او اور دوسرے افسران کی میٹنگ بلائیں گے تو اس میں شیخ صاحب کو ساتھ رکھیں۔ یہ تحریک اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے تاکہ رپورٹ ہاؤس میں پیش ہو سکے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 145 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

پنجاب میں خواتین پر تیزاب پھینکنے کے واقعات میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جنوری تا مارچ 2009 کے درمیان 68 خواتین کے چہرے اور جسموں کو معاشرے کے بدکار لوگوں نے جلایا۔ یہ تعداد صرف لاہور اور اس کے قریبی اضلاع کی ہے جبکہ پورے پنجاب میں خواتین کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا جو طوفان سرگرم عمل ہے اس کے سوچنے سے ہی جھرجھری سی آ جاتی ہے۔ بے شمار واقعات ایسے ہیں کہ جس میں بدکردار لوگوں نے آپس کے جھگڑوں کا۔۔۔

(اذان ظہر)

حساب بے باک کرنے کے لئے ایک دوسرے کی گھریلو خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ میرے ذاتی علم میں ایسے واقعات ہیں کہ گھروں کے صحن میں سوئی ہوئی خواتین کے چہرے اور جسم کے مختلف حصوں

پر handy pumps اور بڑی syringes کے ذریعے تیزاب پھینک کر اس طرح سے جلایا گیا کہ وہ تمام عمر کے لئے زندہ درگور ہو گئیں۔ جن خاندانوں کو ایسے حالات و واقعات کا سامنا ہوا ہے وہ مسلسل پریشانی میں مبتلا ہیں اور یہ امر بھی حیران کن ہے کہ پورے پنجاب میں صرف میو ہسپتال میں ایک مکمل Burn Unit ہے جو بڑی تعداد میں مریضوں کو cater نہ کر سکتا ہے اور بہت سی اموات infection پھیلنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ فوری طور پر ایسے اقدامات کئے جائیں جس سے تیزاب کی دستیابی ناممکن ہو جائے۔ ایسے تمام مقدمات day to day سنے جائیں اور مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ ایسی تمام خواتین کو حکومتی خرچہ پر plastic surgery کے لئے لازمی سہولت مہیا کی جائے۔ کسی خاتون کے ایک یا دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے کی صورت میں اس خاتون کو معقول وظیفہ تمام زندگی دیا جائے اور ان تمام خواتین کو بھی وظیفہ دیا جائے جو کسی بھی قسم کی معذوری کا شکار ایسے حادثات میں ہو جاتی ہیں اور ایسی خواتین جن کے خاندان ان کو نہیں رکھ سکتے حکومت ان کے لئے protect homes بنائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت واقعات کی طرف محترم شیخ صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ اس معاملے میں گورنمنٹ نے بھی نوٹس لیا ہے اور پچھلے ہفتے میں تقریباً دو تین واقعات ہوئے ہیں۔ حکومت پنجاب نے اس بارے میں فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جتنے بھی تیزاب پھینکنے کے واقعات ہوں گے ان پر 7(A)T.A کا اطلاق ہو گا اور آئندہ یہ مقدمات دہشتگردی کی عدالتوں میں چالان ہوں گے اور دہشتگردی کی عدالتوں میں چلیں گے اور یقیناً day to day hearing ہو گی۔ میں نے سیکرٹری پراسیکیوشن کی زیر نگرانی ایک کمیٹی قائم کر دی ہے جو ان کیسوں کی day to day پیروی کرے اور ایسے سفاک مجرموں کو قرار واقعی سزا دلوائے۔ جہاں تک plastic surgery سے متعلق معاملہ ہے تو اب تک جتنے بھی کیس رپورٹ ہوئے ہیں یا جن خواتین نے apply کیا ہے تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے صوابدیدی کوٹے سے ان تمام کا مفت علاج ہوا ہے اور plastic surgery کی سہولت بھی دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ قانون سازی کے لئے محترم شیخ صاحب متعلقہ قانون میں کوئی ترمیم تجویز کریں گے تو حکومت اس کو بھی welcome کرے گی۔ میں خود بھی محکمہ صحت کو کہوں گا کہ اس سلسلے میں وہ تحرک کریں۔

جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو protect homes کی بات کی ہے تو اس میں پہلے ہی دارالامان موجود ہیں اور وہاں پر اس بات کی سہولت موجود ہے کہ ایسی بے سہارا عورتیں جو کام نہ کر سکتی ہوں، معذور ہوں یا کسی وجہ سے وہ معاشرے میں اپنی زندگی نہ گزار سکتی ہوں تو وہ ان دارالامان میں رہ سکتی ہیں۔ اس سے متعلق بھی خصوصی ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انھوں نے جو معقول وظیفے کی بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو بتایا ہے یہ انتہائی اطمینان کا باعث ہے۔ میں صرف اس میں دو باتوں کا اضافہ چاہوں گا۔ اگر وزیر قانون اس پر غور کر لیں تو بہتر ہوگا۔ میں ایک ترمیم یہ چاہوں گا کہ اس قسم کے کیسوں میں جب conviction ہو اور ملزم کو واقعی مجرم قرار دیا جائے تو اس کی پراپرٹی اس متاثرہ خاتون کو ملے۔ دوسرا میں چاہوں گا کہ گورنمنٹ اس میں amendment لائے۔ لاء منسٹر صاحب کو خود پتا ہے کہ دارالامان میں کیا حالات ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں۔ ہم سب الحمد للہ پریکٹیکل لوگ ہیں اور ground realities کو جانتے ہیں، ہم کوئی ٹی وی کے سیاستدان نہیں ہیں کہ ہمیں بطور اینکر بلالیں۔ ہم لوگوں میں رہتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ دارلامان میں کیا ہو رہا ہے؟ میں آپ سے ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں ایک بے چاری جوان لڑکی کے چہرے کا تمام گوشت جل گیا جسے میں دیکھ نہیں سکتا۔ اس بچی کی عمر تقریباً 18 سال ہے۔ اس کا باپ دو دفعہ اسے میرے ڈیرے پر لایا جو old and poor person ہے میں اسے face نہیں کر سکتا تھا لیکن میں نے اسے کہا کہ جو آپ کرنا چاہتے ہو، کر لو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے کیسز میں گورنمنٹ فوری طور پر اس کی guardian بن جائے، ماں باپ بن جائے۔ باقی محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے جو مہربانی کی ہے اس کے لئے میں ان کا، آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ میں صرف دو گزارشات چاہتا ہوں اگر اس میں یہ amendment کر دی جائے تو میں شکر گزار ہوں گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو محترم شیخ صاحب نے جس بچی کا ذکر کیا ہے کہ وہ 18 سال کی بچی تھی، اس پر جب تیزاب پھینکا گیا تو اس کی حالت انہوں نے جو بیان کی ہے

میں on behalf of the Government, on behalf of Chief Minister ان سے یہ commitment کرتا ہوں کہ یہ اس بچی کو arrange کروا دیں تو اس کے علاج کے لئے اور پلاسٹک سرجری کے لئے جتنا خرچہ ہوگا وہ گورنمنٹ برداشت کرے گی۔ اس کے علاوہ اگر ان کی condition ایسی ہے کہ انہیں آئندہ زندگی کے لئے کوئی مدد کی ضرورت ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب وہ بھی کریں گے۔ باقی انہوں نے amendments کی بات کی ہے تو Anti Terrorist Court Act میں amendment غالباً پنجاب حکومت نہیں کر سکتی کیونکہ یہ federal subject ہے۔ اس حوالے سے ایک قرارداد بے شک شیخ صاحب ہی لے آئیں تو اس اسمبلی سے پاس کروا کر بھجوا دیں گے۔ باقی Guardian Act کا جائزہ لینے کے بعد میں شیخ صاحب کو مطلع کر دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! بات صرف اتنی سی ہے کہ جب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں تو صرف 30 منٹ کا ٹائم ہوتا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ سارے دوست بات کرنا چاہ رہے ہیں، rules اس بات کو permit نہیں کرتے کیونکہ اس میں short statement ہو سکتی ہے اور نہ ہی بحث ہو سکتی ہے۔ جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد میں آپ کو بالکل ٹائم دوں گا۔ شیخ صاحب! اس یقین دہانی پر تحریک کو dispose of کر دیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 153/09 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

رکشوں میں غیر معیاری آئل اور گھٹیا ٹیکنالوجی کے استعمال سے عوام الناس کی صحت متاثر ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں اور خصوصاً لاہور کے عوام اور بچوں کی زندگی میں ٹو سٹروک رکشوں کی منحوس و مکروہ آواز اور گندے موبل آئل اور لیکوڈ گیس کے زہریلے دھوئیں نے عوام کی صحت کے ساتھ جو کیا اور جس کا آج

تک کوئی حکومت کوئی مداوانہ کر سکی۔ لہذا اس وقت بھی پورا لاہور ایک گندے دھوئیں کے لبادے میں لپٹا ہونے کے علاوہ دنیا کے سب سے زیادہ شور زدہ اور زہریلی آب وہوا کا شہر بن چکا ہے اور کسی بھی دن صبح کی فلائیٹ سے یہ منظر دیکھا جا سکتا ہے۔ Environment Protection Department کا کردار بھی کوئی ڈھکا چھپا نہ ہے۔ یہ بھی المیہ ہے کہ محکمہ کی چیئر مین 4۔فروری 2009 کو جا چکی ہے اور اب محکمہ مزید عضو بے کار ہو چکا ہے۔ ان رکشوں سے عوام کو نجات دلانے کے لئے سابق حکومت کے دور میں کچھ منظور نظر نام نہاد ماہرین ٹرانسپورٹ نے C.N.G. رکشے جن کی تمام تر ٹیکنالوجی چین سے لی گئی جو مختلف assemblers نے بنائے۔ انتہائی گھٹیا معیار اور اٹھارویں صدی کی ٹیکنالوجی سے بھی بدتر ثابت ہوئے۔ ان C.N.G. رکشوں کو اور ان کے assemblers کو گرین سگنل دینے والے قومی مجرموں نے ایک طرف بنکوں کا اربوں روپیہ ڈبو دیا اور اس کو صدر مملکت کی روزگار سکیم کا نام بھی دے دیا گیا تاکہ کوئی نہ پوچھ سکے۔ یہ امر اس معزز ایوان کے ہر رکن کے لئے باعث حیرت ہوگا کہ چین سے حاصل کردہ defective ٹیکنالوجی کا تمام تر تجربہ پاکستان کے عوام پر کیا جا رہا ہے جبکہ چین نے خود اس ٹیکنالوجی کی initial stages بھی طے نہ کی ہیں۔ اب تکلیف دہ زمینی حقائق یہ ہیں کہ ان C.N.G. رکشوں کے لینے والوں کے گھروں میں چولہے جلنا بھی بند ہو گئے ہیں اور یہ محنت کش لوگ بنک کے قرضے کی ادائیگی کسی صورت بھی نہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ تمام C.N.G. رکشے ان کے لئے ایک عذاب مسلسل بن چکے ہیں۔ عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولت جو تنگ سڑکوں اور گلیوں تک پہنچ سکے مہیا کرنا حکومت کے اولین فرائض میں آتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر تمام ٹو سٹروک اور C.N.G. رکشوں کے مالکان اور خاص طور پر مقروض لوگوں کو lease کی بنیاد پر، میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قرضے کی بنیاد پر نہیں صرف lease کی بنیاد پر سوزوکی C.N.G. پک اپس فوری طور پر مہیا کئے جائیں جن کی ملکیت حکومت پنجاب کی ہو اور حکومت پنجاب 25 فیصد ایکویٹی کی بنیاد پر اس سکیم کا فوری اجراء کرے۔ تمام ٹو سٹروک رکشوں کو ایسے شہروں میں منتقل کر دیا جائے جہاں ابھی کوئی زیادہ polution کے مسائل نہ ہیں تاکہ یہ رکشے وہاں جلد اپنی موت مریں۔ بہتر یہ ہوگا کہ ان کو scrap کر دیا جائے۔ C.N.G. رکشوں کے قرضوں میں جکڑے ہوئے مالکان جو آئے دن لاہور کی سڑکوں پر مع بیوی بچوں کے احتجاج کرنے پر مجبور ہیں کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں اور ان رکشوں کے assemblers اور بنکوں سے جامع مذاکرات کر کے ان مظلوم لوگوں کو مکمل تحفظ دیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے سلسلے میں محکمے سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ صوبائی محکمہ ٹرانسپورٹ آلودگی سے پاک ماحول فراہم کرنے میں سنجیدگی سے کوشاں ہے۔ ٹوسٹروک رکشوں کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی ہے۔ فورسٹروک رکشوں کو تیزی سے متعارف کروایا جارہا ہے مزید برآں سی این جی بسوں کو بھی متعارف کروایا جارہا ہے جس سے لاہور شہر اور صوبہ کے دوسرے بڑے شہروں میں آلودگی پر قابو پانے میں مدد ملے گی اور لاہور کو بہتر بنایا جائے گا۔ جو چین سے درآمد شدہ ٹیکنالوجی ہے، محکمہ ٹرانسپورٹ نے اس سلسلہ میں سیکرٹری پی ٹی اے، ڈپٹی سیکرٹری پلاننگ، محکمہ ٹرانسپورٹ اور موٹر وہیکل ایگزامینرز پر مشتمل کمیٹی بھی بنا رکھی ہے جو ان فیکٹریوں میں تیار شدہ سی این جی رکشوں کا باقاعدہ معائنہ کرتی ہے اور کسی شکایت کی صورت میں باقاعدہ انکوائری کر کے کارروائی عمل میں لاتی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر صورتحال کو سمجھنے اور لوگوں کے ان مسائل جن کا ذکر محترم شیخ صاحب نے کیا ہے اس میں مدد ملے گی۔ آپ اس کو اس یقین دہانی پر dispose of فرمادیں کہ میں کل یا جس وقت شیخ صاحب کے پاس ٹائم ہو تو میں سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بلا لیتا ہوں اور جن خدشات کا انہوں نے ذکر کیا ہے، ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ discuss کرلیں۔ اس کے علاوہ سی این جی رکشوں سے متعلق جو کمیٹی بنی ہے اور جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ اب لوگ سی این جی رکشے لے کر پھنس گئے ہیں اور وہ اپنی روزی کمانے سے بھی قاصر ہیں تو اس سلسلے میں ان کی رہنمائی میں بہتر پالیسی بنا کر ان سے کہیں گے کہ وہ اس پر عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح محترم لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ ٹوسٹروک رکشوں کی رجسٹریشن بند ہے۔ آپ کو سن کر حیرانگی ہوگی کہ جب ٹوسٹروک رکشوں پر پابندی لگی تو assemblers نے advance chassis number, engine دے کر اور advance sale certificate بنا کر دس ہزار رکشے رجسٹر کروالئے۔ میں یہاں بیٹھے بیٹھے ابھی بتا دوں کہ میں نے دو ہزار رکشہ بنایا ہوا ہے، گودام میں کھڑا ہے اور اُس کا فلاں فلاں chassis number ہے۔ ایک تو ظلم وہ ہوا تھا جس کو اب پانچ سال ہو گئے ہیں اور اب میں اسے ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کو جو سی این جی رکشے دیئے گئے ہیں، آپ بھی روزانہ دیکھتے ہیں کہ

وہ بے چارے لوگ کبھی پریس کلب کے آگے، کبھی اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں اور ان رکشوں کی ٹیکنالوجی کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے جس میں ڈیفالٹ ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ بنکوں کی پورے کے پورے صفحات کی auction لسٹ آرہی ہے اور اس کا کوئی خریدار بھی نہیں ہے۔ انہوں نے ان کو recapture کیا ہے یعنی ان رکشہ والوں سے واپس بھی لے لئے ہیں لیکن ان کا کوئی مزید خریدار نہیں مل رہا۔ لاء منسٹر صاحب میری تھوڑی سی help کریں کیونکہ یہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بلائیں گے تو مجھے پتا ہے کہ انہوں نے کیا کہنا ہے، وہ مجبور ہیں کیونکہ انہوں نے بنکوں کی recovery کرنی ہے۔ بنکر اگر آپ کا سگا بھائی بھی ہو تو اللہ اس کے شر سے بچائے کیونکہ اس نے یہ کہنا ہے کہ تم جیب میں پیسے نہ رکھو بلکہ میرے بنک میں رکھو اور اس نے یہ بھی کہنا ہے کہ تم میرے سے پیسا بھی لو۔ اپنا پیسا 12 فیصد پر دو اور میرے سے 18 فیصد پر لو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو بچانے کے لئے پنجاب حکومت زیادہ نہیں تھوڑے سے پیسے مختص کرے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ on the floor of the House آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ میں لاہور کے علاوہ پنجاب کے ہر شہر کو ان رکشوں سے پاک کر سکتا ہوں۔ جس کا powerful product ہے اس کو کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ جو powerful product ہو گا دس سال بعد بھی وہ فروخت کر سکتا ہے، بنک اور وہ خود بھی فروخت کر سکتا ہے اس طرح اس کا کوئی asset بن جائے گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں یا وزیر قانون صاحب اس پر کوئی مہربانی کریں اور کوئی ایسی کمیٹی بنا دیں جو purely ان شہروں کو ان رکشوں سے نجات دلا دے اور ان لوگوں کو جو بے چارے رکشے والے ہیں ان کو سوزوکی سی این جی پک اپ دیں۔ میرے پاس ایک پلان موجود ہے میں کر سکتا ہوں۔ حکومت کا کوئی پیسا نہیں لگے گا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ equity کی بنیاد پر ہو گا، وہ گاڑیاں حکومت کی ملکیت ہوں گی۔ میں ان کو loaning نہیں کر رہا میں ان کو صرف equity کی بنیاد پر دینا چاہوں گا اگر یہ مجھے کہیں گے میں بالکل اس میں شامل ہوں گا۔ نہیں تو میں پلان بنا کر دے دوں گا۔ یہ لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان جیسے بڑے شہروں پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ اس کی وجہ سے لوگ بیمار ہو رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے عورتوں نے ہاتھ میں اٹھائے ہوتے ہیں اور چاروں طرف رکشوں کی گڑگڑ اور دھواں ہوتا ہے اور وہ جا بھی ڈاکٹر کے پاس رہے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ محترم شیخ صاحب ایک point of view پیش کر رہے ہیں۔ اب اس میں محکمے کا بھی اپنا point of

view ہے کہ محکمہ جو کر رہا ہے اس سے متعلق یہ اتنے consequences کا ذکر کر رہے ہیں کہ جی وہ جو کر رہے ہیں اس سے معاملات خراب ہو رہے ہیں۔ یہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے ساتھ بیٹھ جائیں اور جس فارمولے پر یا جس معاملے پر یہ متفق ہوں اگر تو وہ اس طرح حکومت کو refer کریں تو حکومت بالکل لوگوں کی بہتری کے لئے ان کی guidance پر عملدرآمد کر کے لوگوں کی بہتری کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے۔ اگر کوئی ایسا معاملہ ہو کہ جس میں مزید بحث کی ضرورت ہو تو یہ معاملہ قائمہ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کو refer کر دیں گے۔ اس کو بہتر انداز سے دیکھ لیں اور جو وہ پالیسی بہتر انداز سے recommend کرے اسے ہاؤس recommend کرے تو حکومت بالکل اس پر عمل کرے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج دیں اور اگر آپ مجھے کہیں گے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ وہاں آ کر اس کا پلان دے دوں گا اور اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس کا procedure یہی ہے کہ جس طرح وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے ساتھ آپ کی ایک میٹنگ ہو۔ اس میں جو فیصلہ ہوتا ہے پھر وہ سٹینڈنگ کمیٹی ٹرانسپورٹ کو refer ہو گی اور پھر اس کا جو بھی فیصلہ ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، ٹھیک ہے۔ subject to assurance of the Law Minister آپ اس کو dispose of کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو on the floor of the House کہہ رہے ہیں but assurance is there جی، وزیر قانون صاحب! آپ ان کی میٹنگ بھی کرائیں گے اور پھر جو اس پر کارروائی ہونا ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ شیخ صاحب سے وقت پوچھ لیں کہ یہ کل کس وقت available ہوں گے؟ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے آفیسرز یہاں پر موجود ہیں شیخ صاحب وقت بتا دیں اس وقت سیکرٹری صاحب یہاں پر ہوں گے۔ یہ دونوں صاحب بیٹھ جائیں اور جس بات پر بھی متفق ہوں---

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب جو وقت دیں گے میرے لئے تو خوشی کا مقام ہے کہ وزیر قانون صاحب مجھے وقت دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شیخ صاحب صبح ساڑھے آٹھ بجے آ جائیں۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایسے وقت پر تو عشق بھی نہیں ہو سکتا، یہ ساڑھے آٹھ بجے بلا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): عشق کرنے کی ویسے ان کی عمر ہی نہیں رہی۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو آزمائش ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آزمائش والی بات نہیں ہے، ہمت والی بات ہے جو کہ ان میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ٹو سٹروک اور فور سٹروک کا مسئلہ ہے۔ (قہقہے)

کل تین بجے کا وقت رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! کل تین بجے سیکرٹری ٹرانسپورٹ یہاں پر موجود ہوں گے اور شیخ صاحب بیٹھ کر ان کے ساتھ اس مسئلہ کو discuss کر لیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(کوئی مسودہ قانون پیش نہ ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ پہلے مسودات قانون ہیں، پھر اس کے بعد مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں اور پھر عام بحث ہے۔ سب سے پہلے The Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.11 of 2009) ہے اس کے محرک چودھری ظہیر الدین صاحب ہیں۔ وہ لوگ چونکہ بائیکاٹ پر ہیں اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اپوزیشن نے تو بائیکاٹ اس قرارداد کا کیا تھا جو کہ جنرل مشرف اور آمریت کے دور کے خلاف تھی۔ چونکہ اپوزیشن سے متعلق کسی کو شبہ نہیں کہ یہ آمریت کی پیداوار ہے اور جنرل مشرف کی پیداوار ہے۔ آپ کو

پتا ہے کہ ہمارے محترم لیڈر آف اپوزیشن اس بنچ پر کھڑے ہو کر جنرل مشرف کے حق میں دھمال ڈالتے رہے ہیں۔ یہ ان کے لئے بڑا تکلیف دہ امر تھا کہ کل یہ قرارداد پاس ہوتی یا آج یہ قرارداد پاس ہوئی ہے اس کا انہوں نے بائیکاٹ کیا تھا۔ کیا اس کے بعد انہوں نے پورے پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بائیکاٹ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے پورے ڈے کا بائیکاٹ کیا ہے تو یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہو گا اپوزیشن پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بائیکاٹ کرے گی۔ اگر انہوں نے اس طرح کا بائیکاٹ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو on record لائیں اور ان کا بزنس pending نہیں ہونا چاہئے بلکہ dispose of ہونا چاہئے اور اگر وہ زیادہ interested ہوں گے تو دوبارہ اس کو لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ اگلا بزنس جو آئے گا اس کو دیکھ لیں گے کیونکہ اس پر میں already ruling دے چکا ہوں۔ اگلا بل The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No.16 of 2009) اس کی محرک فرح دیبا صاحبہ ہیں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

وکلاء کے لئے صحافی کالونی کی طرز پر ہاؤسنگ کالونی کا قیام

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ پہلی قرارداد جناب اعجاز احمد خان صاحب کی ہے۔ جی،

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں اس request کے ساتھ کہ اگر mover اس میں صرف subject to availability of land یعنی سرکاری زمین کی دستیابی کا لفظ اس میں ڈال دیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسے pending کر دیں اور یہ اس کو تھوڑا سا amend کر لیں کہ subject to availability of Government. land اس پر غور کرنے اور اس کو ہاؤس سے پاس کروانے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! بڑی reasonable بات ہے۔ اگر آپ یہ amendment لے آئیں تو وہ اس کو دوبارہ put کر دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے graciously لیا ہے لیکن صحافیوں کی جو ہاؤسنگ سکیم ہے اس میں acquisition کے تحت رقبہ لیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر acquisition کا جو law ہے اس کو بروئے کار لایا جائے تو ریاست کے پاس یہ حق موجود ہے کہ وہ کسی بھی عوام کے طبقہ کی فلاح و بہبود کے لئے رقبہ acquire کر سکتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس community نے تو پاکستان کی تاریخ میں سنہرے باب رقم کئے ہیں کہ انہوں نے آزاد عدلیہ کی بحالی کے لئے انہوں نے جیلوں کی یاترا بھی کی، اپنے جسموں پر زخم بھی سہے اور انہوں نے شہادتیں بھی پیش کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں technicalities سے آگے بڑھ کر اگر کسی جگہ پر سرکاری رقبہ نہیں ہے اور وہاں پر ہمیں رقبہ acquire بھی کرنا پڑے تو حکومت اس نیک مقصد کے لئے گریز نہ کرے۔ بہرکیف وزیر قانون نے کہا ہے آپ اس کو pending فرما لیں اس پر ان سے consultation کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو consultation کے بعد پیش کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لینڈ ایکوزیشن ایکٹ میں بھی سرکاری زمین کا دستیاب ہونا ضروری ہے کیونکہ ایک سرکاری پلاٹ ہو تو اس میں کچھ acquisition کر کے پرائیویٹ زمین کو حاصل کر سکتے ہیں۔ straight away آپ پرائیویٹ زمین کو acquire کر کے اس قسم کی official housing colonies نہیں بنا سکتے۔ آپ اس کو amend کر لیں اور اس کو آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ چونکہ ہم بات کرتے ہیں اس میں لائرز کا جو contribution رہا ہے، آپ ماشاء اللہ خود بھی وکیل ہیں اور ہمارے پاس یہ ہے کہ اگر آپ فوری طور پر amendment یہیں پر کر لیں اور پھر پیش کر دیں۔ ابھی آپ اس میں صرف دو الفاظ جو وزیر قانون صاحب نے کہے ہیں کہ سرکاری زمین کے بارے میں، اس amendment کے ساتھ آپ اس کو ابھی پیش کر دیں۔

رانا اعجاز احمد خان: جی، میں ابھی پیش کر دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ترمیم شدہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو بشرط دستیابی زمین۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! بشرط دستیابی سرکاری زمین کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس سے scope محدود ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب بھی جانتے ہیں کہ جب زمین acquire کریں گے اور سب کچھ کریں گے تو وہ ہو یا نہ ہو تو basic جو چیز ہے وہ تو ان کی favour میں جا رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری زمین کی acquisition کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سرکار کا یہ حق ہے کہ وہ سرکاری زمین کو مفاد عامہ کے لئے کہیں بھی استعمال کرے۔ پرائیویٹ زمین کی acquisition ہوتی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب نے یہ بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک consensus builtd ہو رہا ہے تو اس حوالے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! کیا سرکاری لکھنا ضروری ہے یا بشرط دستیابی زمین بھی چل جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری لکھنا ضروری ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: سرکار کی نیک نیتی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس کو شامل کر لیتے ہیں کہ:۔

"سرکاری زمین فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر بشرط دستیابی سرکاری زمین فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔"

چونکہ اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلا کو گھر بشرط دستیابی سرکاری زمین فراہم کرنے کی غرض سے وکلا ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے موقع فراہم کیا۔ میں اس قرارداد کے مخالف تو نہیں ہوں اور حق میں بھی "ہاں" کہہ دی ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ صحافیوں اور وکلاء کے لئے تو یہ مانگ کی جاتی ہے کہ انہیں پلاٹ دیئے جائیں یا زمینوں کی acquisition کی جائے اور ان کے لئے رہائشی کالونیاں بنائی جائیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ دیہاتوں میں آباد 70 فیصد آبادی کے لئے الاٹمنٹ کا کوئی قانون نہیں ہے۔ جو لوگ دو گز دفن کے برابر گھر بنا کر بیٹھ جاتے ہیں تو ان کے خلاف 34/32 کی کارروائی کر کے دو گز دفن کی جگہ کو بھی گرا دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے باقاعدہ الاٹمنٹ کا کوئی قانون نہیں ہے۔ میں یہاں پر چاہوں گا کہ صحافیوں یا وکلاء کی کالونیوں کی بات کی جاتی ہے تو وہاں پر دیہاتوں میں بسنے والے عام غریب غرباء مجبور ہیں کہ سر چھپانے کے لئے دو گز دفن کی زمین کے برابر سرکاری جگہ پر گھر بنا کر بیٹھ جائیں۔ انہیں گھر بنا کر بھی نہیں رہنے دیا جاتا تو ان کے لئے بھی الاٹمنٹ کا کوئی قانون بنایا جانا چاہیئے۔ بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پی پی۔286 رحیم یار خان میں میاں بیوی پر حملہ اور متعلقہ پولیس کی ایف آئی آر درج کرنے میں تاخیر

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! رات میرے حلقے میں ایک واقعہ ہوا جس کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا اور آپ کی توسط سے لاء منسٹر صاحب سے جواب چاہوں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔286 رحیم یار خان کی حدود میں پولیس سٹیشن شیدانی ہے۔ رات بارہ ساڑھے بارہ بجے کا واقعہ ہے کہ زاہد نامی شخص کے گھر پانچ چھ افراد کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر داخل ہو کر میاں بیوی پر حملہ کر کے انہیں مضروب کیا اور وہ شدید زخمی ہوئے۔ اس کے لواحقین دونوں میاں بیوی کو لے کر پولیس سٹیشن شیدانی پہنچے اور مجھے بھی رات ایک بجے اطلاع دی۔ میں حلفاً یہ کہتا ہوں کہ تقریباً دو گھنٹے کوشش کرتا رہا لیکن کسی فون نمبر سے کسی پولیس والے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صبح پانچ ساڑھے پانچ بجے ساجد نامی ایک ہیڈ کانسٹیبل آیا جس نے زاہد نامی شخص کی پوزیشن دیکھی کہ وہ serious ہے تو وہ انہیں بغیر کسی رپٹ اور رپورٹ کے ہسپتال لے گیا۔ پھر R.H.C خان گڑھ پہنچے تو ڈاکٹر نے ان کی پوزیشن دیکھ کر انہیں رحیم یار خان refer کر دیا۔ صبح تک ایس ایچ او سیف اللہ خان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں لیکن کوئی ایف آئی آر اور نہ کوئی رپورٹ درج ہوئی۔ میں نے ڈی پی او صاحب کو تقریباً دس ساڑھے دس بجے بتایا کہ یہ صورتحال ہے اور اتنی غفلت برتی گئی ہے۔ مجھے پتا چلا تھا کہ دو بجے تک کوئی ایف آئی آر درج ہوئی اور نہ کوئی action لیا گیا۔ لاء منسٹر صاحب موجود ہیں اور میں آپ کے توسط سے انہیں گزارش کروں گا کہ وہ اس کی رپورٹ لیں اور جن ملازمین کی غفلت ہے اور قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قاضی صاحب نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے تو انتہائی افسوس ہے کہ ان کی مداخلت کے باوجود بھی اس پر فوری عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ ابھی ساڑھے تین بجے ایک میٹنگ ہے جس میں آئی جی پی صاحب تشریف لا رہے ہیں تو میں قاضی صاحب سے کہوں گا کہ وہ بھی تشریف لے آئیں تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ proper legal action جو ہونا چاہئے وہ کرواتے ہیں۔

قاضی احمد سعید: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں پہلے شعر سناتا ہوں کہ:

کانے اتے ٹنگے رہ گئے میرے ہار
لوکی اپنے اکھر وچ کے ٹر گئے نیں
شہر وچ میرا رتی شد وی وکیا نئیں
او بھونڈاں دی کھکھر وچ کے ٹر گئے نیں

جناب سپیکر! آپ کا بجٹ کے دوران بھی اور آج بھی وقت دینے پر بہت شکریہ۔ یہاں پر بات ہو رہی تھی marginalized or down trodden communities کی جیسے میاں رفیق صاحب نے غریب لوگوں کا ذکر کیا کہ جس طرح سے وکلاء اور صحافیوں کو پلاٹ دیئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اقلیتوں کے لوگ They are also same time they are voiceless and simultaneously they are down trodden as well as marginalized تو میری ایوان اور worthy Law Minister سے گزارش ہو گی کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جن کے پاس گھر نہیں ہیں، تو جس طرح حکومت کی طرف سے یہ باتیں اور یقین دہانیاں ہو رہی ہیں تو انہیں بھی مدنظر رکھا جائے کیونکہ:

اکو سچا اکو مٹی تے پکیاں اکو بھٹے
ایہہ کیوں نالی وچ نیں لگیا اوہ کیوں محل دے متھے

پریا وچ میں تاں جاواں گا جے گل میری وی منو
کسے اک دی خاطر اوتھے منجا کوئی نہ ڈٹھے
ماڑے نوں وکھ بنن نالوں تگڑے دے سنگ بنوں
جیہڑا ساجھی کھرلی وچوں کھان نئیں دیندا پٹھے
تے ساڈے وچ کی اے کیہ سانوں آکھو کی
ساڈے نال کھلو کے ویکھن راجے جیہے جیٹھے
بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! اتنے اچھے شعر آپ اتنے شرمندہ ہو کر کیوں سنا رہے ہیں؟

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے معزز بھائی نے marginalized کی بات کی ہے اس معزز ایوان میں جہاں ہم پورے پنجاب کے لئے قانون سازی کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی marginalized community نہیں ہے۔ marginalized individuals ہو سکتے ہیں لیکن marginalized community نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے ملک کی insult ہے کہ اس ملک میں کوئی ایسی community ہے جس کے لئے marginalization ہو رہی ہے اور دوسری communities اس کے ساتھ زیادتی کر رہی ہیں۔ میں یہ درستی چاہوں گا ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان واقعات پر پورا ایوان ان کے ساتھ مکمل ہمدردی، ان کے مکمل تحفظ اور ان کے مکمل restoration کے لئے پوری کوشش کرتا ہے اس لئے پاکستان کے اندر کوئی marginalized community نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل صحیح بات ہے اور میں آپ کی بات کی اس طرح تائید کروں گا کہ جب پاکستان بنا تھا تو سب کو equal rights دیئے گئے تھے اگر ان rights پر کبھی کوئی ڈاکا پڑتا ہے تو ہم سب اکٹھے ہوتے ہیں اور اس شب خون کے خلاف ہم سب اکٹھے ہیں۔ اب اگلی قرارداد چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی

طرف سے ہے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ تیسری قرارداد رانا بابر حسین کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔

میاں چنوں کی ایک سڑک سابق وزیر اعلیٰ جناب غلام حیدر وائیں روڈ کے نام سے موسوم کرنا

رانا بابر حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔ روڈ نمبر 15۔ ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔ روڈ نمبر 15۔ ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غلام حیدر وائیں صاحب ایک بڑے genuine اور سچے سیاسی worker تھے۔ وہ ایسے درویش انسان تھے کہ انہوں نے ساری زندگی باوجود اس کے کہ وہ وزیر رہے، وزیر اعلیٰ رہے اور آج ان کا میاں چنوں میں اپنا گھر بھی نہیں ہے۔ وہ بہت درویش صفت انسان تھے اور میں بالکل اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کے اس قرارداد کو پاس کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اس پر عمل کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس قرارداد کی مخالفت کسی نے نہیں کی اب میں سوال put کرتا ہوں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں

چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔روڈ نمبر 15۔ایل بائی پاس تامنوں
ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔"
(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد منظور ہونے کے بعد میں رانا بابر صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ اس ہاؤس میں جو ہم political maturity کی بات کرتے ہیں یہ ہمارے معزز بھائی جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے اور یہ ایک ایسے وزیراعلیٰ کے بارے میں قرارداد لائے ہیں جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر وزیراعلیٰ ہوئے تھے لیکن ان کی خدمات پورے پنجاب کے لئے تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ political maturity ہے اور اس کا مظاہرہ جب تک ہم کرتے رہیں گے اس ملک میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ رانا بابر صاحب! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
(نعرہ ہائے تحسین)

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ جو باتیں میں کرنا چاہتا تھا وہ آپ نے اپنی زبان سے کہہ دی ہیں، آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چوتھی قرارداد میاں عطاء محمد خان مانیکا کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ پانچویں قرارداد جناب شیر علی خان، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، محترمہ آمنہ الفت اور انجینئر شہزاد الٰہی کی جانب سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ صبح مجھے PIC جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر پورے پنجاب سے آئے ہوئے مریضوں کا انتشار تھا کہ وہ میرے بیان سے باہر ہے۔ مجھے وہاں ڈاکٹر ضیغم صاحب نے بتایا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے تحصیل ہیڈکوارٹر کی سطح پر اہتمام کیا ہے کہ جو لوگ heart کے مریض ہیں ان کے لئے ایسے unit قائم کئے گئے ہیں جہاں پر یہاں سے ڈاکٹر جاتے ہیں۔ وہاں advertisement کی جاتی ہے اور مریض آجاتے ہیں جن کو medicine دی جانی ہوتی ہے انہیں medicine دے دی جاتی ہے اور جو زیادہ serious

مریض ہوتے ہیں ان کو ہسپتال آنے کا ٹائم دے دیا جاتا ہے اس طریقے سے رش کم ہو جاتا ہے۔ میں وزیر قانون رانا ثناء اللہ سے یہ درخواست کروں گی کہ یہ 16 تحصیلوں میں کیا گیا ہے یہ کام پورے پنجاب میں کیا جائے تاکہ لوگوں کو اپنی تحصیلوں، اپنے ضلعوں میں علاج کی بہتر سہولت میسر آ سکے اور PIC میں مریضوں کا رش کم ہو جائے۔ اس کے انچارج غالباً رانا ثناء اللہ صاحب ہی ہیں اس لئے میں ان سے درخواست کروں گی کہ اس کو پورے پنجاب میں ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر کیا جائے تاکہ لوگ بہتر طریقے سے علاج سے مستفید ہو سکیں۔ میں وزیر قانون صاحب سے عرض کروں گی کہ وہ بتائیں کہ کیا یہ واقعی ممکن ہے کہ اس کا انتظام پورے پنجاب میں ہو سکے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر جواد ساجد صاحب ہیں اور وہاں پر ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر ضیغم صاحب ہیں۔ انہوں نے واقعی بہت اچھا project شروع کیا ہے جس کے تحت وہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر جا کر لوگوں کو awareness بھی دیتے ہیں اور اس کے علاوہ لوگوں کے ٹیسٹ وغیرہ کر کے انہیں time دیتے ہیں۔ اس ٹائم کے مطابق لاہور آ کر یا ملتان میں بھی کارڈیالوجی سنٹر بن گیا اور فیصل آباد میں بھی بن گیا ہے وہاں جا کر لوگ اپنا علاج معالجہ کرواتے ہیں۔ ان کے project کو پنجاب حکومت کی backing ہے اور اس سلسلے میں ان کو مزید فنڈ بھی جاری کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو ہم تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز تک بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

عام بحث

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے وہ موجود نہ ہیں۔ دوسری تحریک چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری اور چودھری مونس الٰہی کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہ ہیں۔ تیسری تحریک محترمہ زوبیہ رباب ملک کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہ ہیں۔ چوتھی تحریک جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہ ہیں۔ پانچویں اور آخری تحریک جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال

اور محترمہ خدیجہ عمر کی جانب سے ہے۔ چونکہ یہ تمام موجود نہ ہیں اس لئے تمام کی تمام تحاریک dispose of کی جاتی ہیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 14۔اکتوبر 2009 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔